آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۳ | بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء | مطابق ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۲ھ | نمبر ۱۰

چندہ سالانہ | عام عہ طلباء عہ

فہرست مضامین

احمدی بھائیوں سے خطاب	۳۶۳ - ۳۶۲
اسلام اور اسلام کا خدا	۳۸۲ - ۳۹۴
کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں	۳۹۵ - ۳۹۹
رپورٹ ماہوار	۳۹۹ - ۴۰۰
گوشوارہ	۴۰۱ - ۴۰۲

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

اشتہار

قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر سپارہ اوّل۔ دوئم اور سوئم تیار ہیں جس سے بچوں کو پڑھنے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔ اور جو دقتیں بچوں کو موجودہ طرز کے قرآن مجید پڑھنے میں پیش آتی ہیں۔ جو عام طور پر بازاروں میں ملتے ہیں وہ ان میں نہیں حروف جدا جدا اور اعراب اپنے اپنے محل پر ہیں۔ جس سے بچے نہایت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں قیمت قاعدہ حصہ اوّل ۱ر مکمل قاعدہ ۲ر اور قیمت فی پارہ ۱ر ہے ؛ مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

شرح اجرت اشتہارات رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ		نصف صفحہ		چوتھائی صفحہ		ایک سطر	
	انگریزی	اُردو	انگریزی	اُردو	انگریزی	اُردو	انگریزی	اُردو
سالانہ	للعہ	للعہ	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	سے ر	سے ر
ششماہی	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	عہ	عہ	عہ ۱۲ر	عہ ۱۲ر
سہ ماہی	صعہ	صعہ	عہ	عہ	ہہ ر	ہہ ر	عہ ر	عہ ر
ایک دفعہ	سے ۸ر	سے ۸ر	للعہ ر	للعہ ر	سے ر	سے ر	۸ر	۸ر

تمام درخواستیں بنام مینجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں۔

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت عہ باٹلی والا کی مقوّی گولیاں۔ ضعفِ دماغ۔ ضعفِ اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کیلئے بہت مفید ہیں قیمت عہ باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ہر باٹلی والا کی مرہم۔ داد بھوڑی پھنسیوں کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ہر یہ تمام بڑے بڑے دوائی فروشوں سے یا براہ راست ڈاکٹر ایچ۔ ایل باٹلی والا۔ جے پی دار لیبوٹیری۔ دادر بمبئی سے مل سکتی ہیں ؛

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

احمدی بھائیوں سے خطاب

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۱۴ء)

بھائیو! اگست کے پرچہ میں۔ مَیں نے آپ صاحبان کی توجہ اس امر کی طرف پھیری تھی۔ کہ اگر خلافت سلسلہ احمدیہ کے انکار کے لیئے آپ صاحبان کے ہاتھ میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو آپ کو اپنے گمان میں کھلی کھلی معلوم ہوتی ہیں تو اُن کی وجہ سے آپ ایسا نہ کریں کہ خلافت کی تائید میں جو دلائل ہیں اُن کو نظر انداز کر دیں اور اپنی خیالی کھلی کھلی باتوں پر ایسے خوش نہ ہو جائیں کہ دوسری طرف کے براہین کو ردّی کی طرح پھینک دیں۔ مَیں نے آپ صاحبان کو دکھایا تھا کہ پچھلی قوموں نے یہی غلطی کھائی کہ اپنی چند خیالی کھلی کھلی باتوں پر ایسے اڑ گئے کہ سچائی کے زبردست دلائل سے مُنہ پھیر لیا اور اپنی کھلی باتوں کے نشہ میں حق سے انکار کر دیا پس بھائیو! آپ صاحبان کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ آپ اُس راہ پر قدم نہ ماریں جس راہ پر پہلی قوموں نے چلکر حق کا انکار کر دیا اور سچائی کو قبول نہ کیا۔

مَیں نے گذشتہ پرچہ میں آپ صاحبان کے غور کے لیئے یہ امر پیش کیا تھا کہ دیکھو خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق جو اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت کیئے احمدیہ قوم کو کس راہ پر چلایا۔ آپ صاحبان اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ

خلیفہ اوّل کو خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور آپ کی الوصیت میں موجود ہے ہم میں کھڑا کیا۔ پس یقیناً سمجھو۔ ہاں مَیں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً سمجھو کہ جس راہ پر اس شخص نے ہمیں چلایا وہ یقیناً یقیناً سچی راہ ہے۔ وہی جماعت احمدیہ کے لئے سلامتی کی راہ اور خیر کا طریق ہے۔ وہ خدا کے وعدہ کے مطابق آیا۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس نے نعوذ باللہ قوم کو غلط راہ پر ڈال دیا۔ ایسا کہنا اُس خدا پر اعتراض کرنا ہے جو چالیس سال تک تمہارے پیارے امام سے ہمکلام رہا۔ جس راہ پر خلیفہ اوّل نے جسکے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ قوم کو چلایا اُسے خلیفہ اوّل کی بتائی ہوئی راہ نہ سمجھو بلکہ اُس کو خود خدا کی بتائی ہوئی راہ سمجھو۔ کیونکہ دراصل خدائے تعالیٰ نے اپنے صریح اور متواتر وعدوں کے مطابق ہماری دستگیری فرما کر ہمیں راہِ راست پر چلایا اور خلیفہ اوّل تو صرف ایک واسطہ تھا جس کے ذریعہ خدائے تعالیٰ نے ہماری راہ نمائی فرمائی۔ پس جس سڑک پر خلیفۂ اوّل نے قوم کو چلایا اور جس سڑک کو اختیار کرنے کے لئے اُس نے ہمیں ہدایت دی اور نہ صرف ہدایت دی بلکہ سخت تاکید کی اور اس کے سوا کسی اور سڑک کا اختیار کرنا ہمارے لئے مہلک سمجھکر ہمیں اُس سے نہایت ہمدردی اور شفقت سے ایک سچے خیر خواہ کی طرح روکا۔ اگر آپ صاحبان کو خدائے تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان ہے تو یقیناً سمجھو کہ اُس نے یہ سڑک خدا کے منشاء کے ماتحت ہمیں دکھلائی اور اُس پر چلایا۔ پس آج اگر کوئی شخص اُس بزرگ اور برگزیدہ انسان کی بتائی ہوئی راہ کے برخلاف تمہیں کسی راہ کی طرف بلاتا ہے تو تم ایسے شخص کی آواز پر کان نہ رکھو اور اُس سڑک کو چھوڑ کر جس پر خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اوّل تمہیں چلا گیا کسی اور سڑک کی طرف نہ جاؤ۔ دیکھو بھائیو! ایک راہ ہے۔ اور جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اور اُس خوشخبری کے مطابق جو مسیح موعودؑ نے اپنی الوصیت میں ہمیں سنائی ہم میں اسی طرح کھڑا کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا وہ تمہیں اس راہ سے روک گیا اور نہایت ہی ہمدردی کے لہجوں میں بار بار اُس نے تم کو متنبہ کیا کہ خبردار یہ راہ اختیار نہ کرنا

بلکہ میرے بعد اُسی راہ پر قدم مارنا جس راہ پر مَیں نے تم کو چلایا ہے۔

اب اگر کوئی دوسرا شخص اُس کی وفات کے بعد جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہماری رہنمائی کے لیئے ہم میں کھڑا کیا تمھیں اُسی راہ کی طرف بلائے جس راہ سے خدا کا مقرر کردہ پیشوا اور امام ہمیں ڈراتا رہا تو بھائیو! تم ہی انصاف سے بتلاؤ کہ تم کس شخص کے پیچھے جاؤ گے۔ کیا اُس شخص کی پیروی کروگے جسکو خدائے تعالیٰ نے تمھاری رہنمائی کے لیئے اپنے وعدہ کے مطابق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت کے مطابق تم میں کھڑا کیا یا کسی دوسرے شخص کا اتباع کروگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدائے تعالیٰ نے ایک مقدس انسان کو ہمارا پیشوا بنایا۔ اس مقدس انسان نے ہمیں ایک سڑک پر چلایا اور اپنی وفات کے وقت ہمیں ارشاد فرمایا کہ میرے بعد اس سڑک کو نہ چھوڑنا۔ اور اپنی زندگی میں بھی یہی سمجھاتا رہا کہ یہی سڑک تمھارے لیئے سیدھی سڑک ہے۔ اب جب اس نے آنکھیں بند کیں تو ایک شخص تم میں کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اس راہ کو چھوڑ دو۔ یہ غلط راہ ہے۔ اب بھائیو تم خود سوچ لو۔ کہ تمھیں کس شخص کی آواز پر کان رکھنا چاہیئے۔ آیا اس شخص کی آواز پر جو خدا کے وعدہ اور الوصیت کی بشارت کے مطابق تم میں اسی طرح کھڑا کیا گیا جس طرح صحابہؓ میں حضرت ابو بکرؓ کھڑا کیا گیا اور بنی اسرائیل میں یوشع بن نون یا اس دوسرے شخص کی آواز پر جو اس مقدس انسان کی بتائی ہوئی راہ کو غلط راہ قرار دیتا ہے اس کا فیصلہ تم خود کرلو۔ خود انصاف سے سوچو۔ اور ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اور بتاؤ کہ تمھارے لیئے سلامتی کی راہ کونسی ہے۔

پھر ایک اور امر آپکے لیئے قابل توجہ یہ ہے کہ تم اس شخص کو جس کو خدا نے تمھارا پیشوا بنایا مہدی بھی کہتے ہو* اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی نسبت فرمایا کہ وہ نبوت کے نور سے روشنی حاصل کرتا ہے اور وہ میری ایسی اتباع کرتا ہے جیسے کہ نبض دل کی حرکت کی اتباع کرتی ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی تم کہتے ہو کہ اُس کا وجود گویا خود مسیح موعودؑ کا وجود تھا اور اُس کا زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہی زمانہ تھا۔ جب تم یہاں تک اُس کے روحانی مرتبہ اور کمال کے قائل ہو تو پھر تم کیوں خلافت جیسے مسئلہ اور اسکے "جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے رنگ میں ہوں یا کسی اور بارے میں ان سب لوگوں کیلئے ماننا ضروری قرار" دیتے ہو جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی"

* آج میرے ایک دوست کا خط جو غیر مبایعین میں سے ہیں میرے پاس آیا۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خلیفہ اول ہارون تھا۔

میں اُس کو غلطی پر سمجھتے ہو اور کیوں یہ خیال کرتے ہو کہ جس سڑک پر اُس نے جماعت احمدیہ کو چلایا وہ غلط راہ ہے۔ آؤ مَیں آپ کو بتاؤں کہ اس مقدس انسان جس کو تم مہدی مانتے اور جس کا وجود اور زمانہ تم خود حضرت مسیح موعود کا وجود اور زمانہ قرار دیتے ہو۔ اُس مقدس انسان کی تعلیم امور متنازعہ فیہا کے بارہ میں کیا تھی۔

خدائے تعالیٰ کا مومنوں کو حکم ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ یعنی سب کے سب خدائے تعالیٰ کے رسّے کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ کرو۔ یہ ایک الٰہی حکم ہے جس کی تعمیل احمدی جماعت کا فرض ہے۔ اور تم سب اس بات کا اقرار کرو گے کہ بے شک احمدی جماعت کا یہ فرض ہے کہ اس آیت پر عمل کریں۔ آؤ مَیں تمہیں بتاؤں کہ اُس مقدس انسان کے نزدیک جو علاوہ مقدس ہونے کے علم و فضل میں بھی بے نظیر تھا احمدیہ جماعت اس آیۃ پر کس طرح عمل کر سکتی تھی یعنی احمدیہ جماعت کس طرح حبل اللہ کو پکڑ سکتی اور تفرقہ سے بچ سکتی۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے لئے خلیفہ کے وجود کو حبل اللہ قرار دیتا تھا اور اُس کے نزدیک جماعت تفرقہ سے اسی طرح بچ سکتی تھی کہ وہ ایک خلیفہ کے ماتحت ہو اور اُسکی فرمانبرداری اپنا فرض سمجھتی ہو۔ اگر تمہیں میرے اس بیان میں شک ہے تو مَیں اُس برگزیدہ انسان کے اصل الفاظ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:۔ اُس نے تمہیں مخاطب کر کے خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسّن ہے۔ جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔" اب مَیں آپ صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ نصیحت اس قابل نہیں ہے کہ تم اسپر عمل کرو۔ کیا اس برگزیدہ وجود کے یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ وہ ایک خلیفہ کو ماننا اور اُس کی اطاعت کرنا حبل اللہ کو پکڑنا قرار دیتا ہے۔ پس اگر تم قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہو تو آؤ سب کے سب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر اور اُس کے فیصلہ کے مطابق ایک خلیفہ کی اطاعت اختیار کر کے تفرقہ سے بچ جاؤ۔ پھر ایک اور موقعہ پر اُس نے فرمایا۔ "اس وقت مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے

کسی کی بیعت کر لو۔" دیکھو یہاں بھی وہ وحدت کے لئے ایک شخص کو خلیفہ اور پیشوا تسلیم کرنا اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ پھر دیکھو نہایت ہی کھلے الفاظ میں اُس نے ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ "پھر یاد رکھو کہ مَیں اجتماع کو ضروری سمجھتا ہوں۔ اجتماع پر خدائے تعالیٰ کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتی ہیں۔ اسلیئے اسکی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک ہی شخص پر ہو سکتا ہے۔ ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہوں اور سب کی سب پانی میں بھی ہوں تو بجائے اس کے کہ وہ سرسبز ہوں وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائیں گی۔ بلکہ پانی کو بھی متعفن کرینگی۔ اسطرح پر اگر مسلمان ایک شخص کے ہاتھ پر اکٹھے نہ ہوں تو انکی حالت اس درخت کی ٹہنیوں کی سی ہوگی۔ اگر وہ درخت کے ساتھ رہیں گی تو سرسبز رہیں گی والا نہیں"

دیکھو بھائیو! یہ کیسے پیارے اور کیسے سچے لفظ ہیں۔ کیا تمھیں ان کے سچا ہونے میں کچھ شک ہے۔ پھر تم کیوں ان الفاظ کی قدر نہیں کرتے۔ خدا کے لیئے سوچو۔ کیا اس سے بہتر بات تم میں سے کوئی شخص پیش کر سکتا ہے۔ تم میں کہاں ہے وہ انسان جو اُس صادق کے ان کلمات میں کوئی نقص یا غلطی بتا سکے۔ بھائیو! اپنے عقلی ڈھکوسلے جانے دو۔ نبوت کے چشمہ سے نکلی ہوئی باتوں کو مضبوط پکڑو اور طرح طرح کے شبہات کے کوڑا کرکٹ کو ایمان کی آگ سے جلا دو۔ تمھارا یہ عذر قابل سماعت نہیں کہ موجودہ خلیفہ میں یہ نقص ہے۔ فلاں عیب ہے۔ اگر یہ نقص نہ ہوتا اور فلاں غلطی نہ ہوتی تو ہم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ مَیں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ یہ سب وساوس ہیں جو شامت اعمال سے تمھارے دل میں داخل ہو کر تمھیں اجتماع کے فیضان الٰہی سے محروم کر رہے ہیں۔ تمھارے ان وساوس کے دُور کرنے کے لیئے تو الوصیّت کا وہی فقرہ کافی تھا جسمیں پیشگوئی کے رنگ میں لکھا تھا کہ ممکن ہے کہ وہ بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض بھی ٹھہرے۔ پس بھائیو! تمھیں چاہیئے تھا کہ اس فقرہ کو پڑھکر ڈر جاتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک لڑکے کے بارہ میں جس کا اُس نے خدا کی پیشگوئیوں کے مطابق بشیر الدین محمود احمد نام رکھا اور جس کے لیئے اُس نے بڑی بڑی دعائیں کیں اعتراض

کی زبان نہ کھولتے۔ مگر خدا کی تقدیر پوری ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن اب بھی سنبھلنے کا وقت ہے۔ مَیں تمہاری خدمت میں ادب سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ ان وساوس کو فیضان الٰہی کے رستے میں روک نہ بننے دو۔ اور اگر تمہارے دل میں کوئی اعتراض کھٹکتا بھی ہے تو اسکو اپنے ایمان کی قوّت سے دُور کر کے خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو تا الٰہی فیضان تم پر نازل ہوں۔ تم خدائے تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لاؤ اور یقین کرو کہ وہ قادر ہے کہ محمود کے ذریعہ جس کو تم بعض دھوکہ دینے والے خیالات کے سبب نعوذ باللہ مذموم ٹھہراتے ہو تم پر رحمت اور فضل کے دروازے کھولدے اور جس فیضان کے متعلق اُس کا وعدہ ہے کہ وہ خلفاء کے ذریعہ جماعت پر نازل کرتا ہے اور جس فیضان کے حاصل کرنیکے لیے تمہارے خلیفہ اوّل نے تمہیں تاکید کی وہ وعدہ اسی محمود کے ذریعہ پورا کردے۔ کیا تمہارا اس بات پر ایمان نہیں کہ جس فیضان کی تمہارے خلیفہ اوّل نے تمہیں خبر دی وہ فیضان خدائے تعالیٰ محمود کے ذریعہ تم پر نازل کرسکتا ہے۔ کیا تمہیں اس بات پر ایمان نہیں کہ اجتماع پر فیضان الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور کیا تم حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے قول کو قبول کرنے کے لیئے تیار نہیں جو مَیں اوپر نقل کرچکا ہوں۔ اگر تمہیں ایمان ہے تو پھر کونسی چیز تمہیں اس فیضان الٰہی کے نیچے آنے سے روکتی ہے۔ تم خود کیوں اس فیض سے اپنے تئیں دُور رکھے ہوئے ہو۔ کیا تمہیں خدائے تعالیٰ کی رحمتوں اور فیضان کی ضرورت نہیں۔ کیا تم اپنی بہتری کے خواہاں نہیں۔ دیکھو تمہارے اُس پیشوا کا جو ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو تم میں سے اُٹھایا گیا کیسا قابلِ رشک ایمان تھا۔ اُس نے فرمایا۔ ”میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ کو امام بنا لیتے تو سب سے پہلے مَیں بیعت کرلیتا اور اُس کی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی مرزاؑ کی فرمانبرداری کرتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اسکے ہاتھ پر بھی پورے ہو جائیں گے۔“ دیکھو! ان پیارے کلمات پر غور کرو۔ کیسا ایمان ان الفاظ سے ٹپکتا ہے کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ تمہارا بھی ایسا ہی ایمان ہوتا جیسا کہ اس برگزیدہ انسان کا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر اَمۃ الحفیظ کو بھی ..... امام بنایا جاتا تو سب سے پہلا شخص جو اُس کے ہاتھ پر بیعت

کرتا وہ مَیں ہوتا اور اُس کی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی خود مسیح موعودؑ کی کیا کرتا تھا اور مَیں یقین رکھتا کہ خدائے تعالیٰ اپنے فیضان کو اس لڑکی کے ذریعہ بھی نازل کر دیگا۔ کیا یہ ایسا ایمان نہیں کہ ہم سب کو اس کے مقابل میں اپنے ایمان کو دیکھکر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ حضرت مسیح و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا تھا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے ❖ ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نورِ یقیں بودے

پس بھائیو! کیا تمھیں اس ایمان پر رشک نہیں آتا۔ وہ تو یقین کرتا تھا کہ اگر امۃ الحفیظ کو بھی خلیفہ بنا کر اُس کے ہاتھ پر بیعت کیجائے اور اُس کی اطاعت کیجائے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو اُسی کے ذریعہ پورا کر دیگا۔ اور ہم میں سے بعض ایسے ہیں کہ محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے فیضان الٰہی حاصل کرنیکے لیئے تیار نہیں۔ بھائیو! دوڑو۔ اس ایمان سے حصّہ لو جو نور الدین کا ایمان تھا اور اُسی کی طرح یقین کرلو کہ خدائے تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ محمود کے ذریعے اپنے فیضان نازل کر سکتا ہے۔ سب شبہات کو آگ لگا دو اور اگر تمھارے دل میں اپنے پیارے مسیحؑ کی محبت ابھی باقی ہے تو قادیان کیطرف دوڑو اور اُس کے بیٹے کے ہاتھ پر جس کے متعلق اُس کی دعاؤں کو تم نے خود بارہا پڑھا ہوگا اور جس کو اُس نے خدا کی پیشگوئیوں کے مطابق بشیر اور محمود احمد کے نام سے پکارا بیعت کر کے فیضان الٰہی کے وارث بنجاؤ۔

بعض بھائیوں نے تم سے یہ کہا کہ اوّل تو خلیفہ کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن اگر خلیفۂ اوّل کی وصیّت کا پاس کرنا ہی تمھیں منظور ہے تو ایک شخص کو ایک امتیازی حیثیت دیدو۔ لیکن ہر امر میں اُس کی اطاعت لازم نہ ہوگی۔ بھائیو! اگر خلیفۂ اوّل کی زندگی میں اُس کو اس بات کا علم دیا جاتا کہ خلیفہ کے وجود کو تو ہم غیر ضروری بلکہ مضر سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ کی رعائیت ہمیں بہت منظور ہے اس لیئے ہم آپ کا زیادہ سے زیادہ اس قدر لحاظ رکھیں گے کہ ایک شخص کو ایک امتیازی حیثیت دیدیں گے لیکن ہم پر اُس کی اطاعت لازم نہ ہوگی۔ کرینگے ہم وہ جو ہمیں خود اچھا معلوم ہوتا ہے۔ صرف آپ کی وصیّت کی خاطر ہم ایک شخص کو امتیازی حیثیت دیدینگے اور آپکی وصیّت کو پورا

کرنے کیلئے ہم اُس کا نام تو خلیفہ ہی رکھدینگے۔ مگر وہ ہمارا مطاع نہ ہوگا۔ تو تم خود ہی بتاؤ کہ کیا آپ کی یہ خاطرداری اُسے خوش کرتی؟ ہرگز نہیں۔ اگر تمھیں اُس برگزیدہ انسان کی تعلیم اس وقت بھول گئی ہے تو بطور یاددہانی کے اُس کے چند اقوال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تا آپ کو معلوم ہو کہ خلیفہ اُس کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا تھا اور خلیفہ کا ماننا اور اُس کی اطاعت اُس کے نزدیک کیسی ضروری اور لازم تھی۔

خلافت قبول کرتے وقت اُس نے تمھیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اب تمھاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں۔ تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمھیں منظور ہو تو مَیں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں"۔

دیکھو اطاعت کو وہ خلافت کے لیئے پہلی شرط ٹھہراتا ہے۔ اُس نے کھول کر تمھیں بتلادیا کہ تمھارا یہ فرض ہوگا کہ تم خلیفہ کے احکام کی تعمیل کرو خواہ اُس کے احکام تمھارے خیالات اور تمھاری مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ طوعاً او کرہاً تمھیں خلیفہ کی اطاعت کرنی ہوگی۔

وہ خلیفہ کے اختیارات کو ایسا وسیع سمجھتا تھا کہ وہ یہ بھی جائز نہیں سمجھتا تھا کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر کسی مسئلہ پر بحث مباحثہ اور رائے زنی کی جائے۔ اُس نے لاہور میں ایک تقریر میں فرمایا:۔

"پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو"۔

خلیفہ کی اطاعت کے متعلق اُس نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر مامور صادق راستباز ہے تو اُس کا جانشین اُسی اصل کا حکم رکھتا ہے"۔

پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت تم پر لازم تھی تو اُس کے جانشین کی اطاعت بھی تم پر لازم ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کی اطاعت کو کیسا ضروری سمجھتا تھا اور اُن پر اعتراض کرنا کیسا بُرا سمجھتا تھا۔ آؤ یہ بھی مَیں تمھیں اُسی کے الفاظ میں سُنادوں۔

اُس نے فرمایا :-

" پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے کہونگا آدم کی خلافت کے آگے سجود ہو جاؤ تو بہتر اور اگر وہ ابی اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔"

آج کل بڑا اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت پر یہ کیا جاتا ہے کہ اِس خلافت کے ماننے والوں کے نزدیک جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کا انکار کرتا ہے وہ قرآن شریف کی آیت کے رُو سے فاسق ٹھہرتا ہے۔ آج تو انکو اعتراض سوجھا اور اسی اعتراض کی بنا پر کہتے ہیں کہ ہم ایسے خلیفہ کو قبول کرنیکے لئے تیار نہیں جس کے نزدیک منکران خلافت احمدیہ پر قرآن شریف کی وہ آیت صادق آتی ہے جس میں لکھا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ مگر تعجب ہے کہ آج انکو یہ اعتراض سوجھا مگر اس خلیفہ سے جو پہلے خلیفہ گذرا اُس نے تو کہا جو میرے آگے سربسجود نہیں ہوتا وہ ابلیس ہے اور اُس کا وہی حال ہوگا جو آدم کے مقابل میں ابلیس کا ہوا۔ پھر مَیں ان صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ اگر آج اس عذر کی بنا پر کہ خلافت احمدیہ کے منکر کو حسب آیت قرآنی فاسق کیوں ٹھہرایا جاتا ہے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خلیفۂ اوّل نے جب ابلیس کا فتویٰ احمدیہ بلڈنگس میں کھڑے ہو کر علی الاعلان شائع کیا تو اسوقت کیوں خاموش رہے اور کیوں یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ اس شخص کو ہم خلیفہ ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ اپنے منکرین کو ابلیس کا خطاب دیتا ہے۔ بھائیو! اگر آپ کا یہ اعتراض درست ہے تو بتاؤ کہ خلیفہ اوّل پر یہ اعتراض کیوں نہ کیا۔ اب اسی بات کی آڑ میں خلافت سے انکار کر رہے ہو۔ اُسوقت آپ صاحبان کی زبان کیوں نہ بولی۔ اب تو تم کہتے ہو کہ ہم ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتے جس کے نزدیک خلافت احمدیہ کا منکر فاولٰئک ھم الفسقون کے فتوے کے نیچے آجاتا ہے۔ مگر تم نے ایسی آدمی

کو خلیفہ تسلیم کرکے اپنے ایمان کو کیوں ضائع کیا جس نے اپنے منکرین کے حق میں ابلیس کا فتویٰ جاری کیا۔ اب تو تم کہتے ہو کہ جب تک ہم زندہ ہیں ہم محمود کو یہ سمجھاتے رہیں گے کہ تو اپنے اس عقیدہ میں غلطی پر ہے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تم ایسے ہی صداقت کے دلدادہ ہو۔ تو پھر تم نے اُس پہلے خلیفہ کو کیوں نہ سمجھایا جس نے تمھارے درمیان کھڑے ہو کر کہا کہ میری اطاعت سے مُنہ پھیرنے والا ابلیس ہے۔ اگر تمھارے عذر میں کچھ قوت ہے تو خلیفة المسیح اوّل کے وقت میں تم نے اس عذر کی بنا پر کیوں اُسکی خلافت سے انکار نہ کیا۔ اے صداقت کے شیدائیو! اور غلطی کی بیخکنی کا دعویٰ کرنے والو!! اس غلطی کی بنا تو اُس وقت پڑی جبکہ خلیفۂ اوّل نے اپنے منکر کا نام ابلیس رکھا۔ اسوقت تمھیں اس غلطی کی بیخ کنی کی کیوں فکر نہ ہوئی اور اُسوقت تم نے جماعت احمدیہ کو اس خطرناک عقیدہ سے کیوں متنبہ نہ کیا۔ اے جماعت احمدیہ کے خیر خواہو! کیا وجہ ہے کہ اِسوقت تم میں جماعت احمدیہ کی ہمدردی نے اسقدر جوش مارا ہے۔ اور تم دن رات کوشش میں لگے ہوئے ہو کہ جماعت کو ان غلطیوں سے متنبہ کرو مگر جس شخص نے اس خطرناک غلطی کی بنیادی اینٹ احمدیہ بلڈنگس میں ایک بڑے مجمع کے سامنے تمھاری دیکھتے ہوئے رکھی۔ کیا وجہ ہے کہ اُسوقت تم نے اُس اینٹ کے اُکھیڑنے کی فکر نہ کی اور جب وہ گذر گیا اُس وقت تمھیں خیال آیا کہ ان غلطیوں کی بیخ کنی کی جاوے۔

بھائیو! کوئی ایسی غلطی نہیں جس کو اب تم جماعت احمدیہ میں سے دُور کرنا چاہتے ہو اور اُس کی اوّل اینٹ خلیفۂ اوّل کے ہاتھ سے نہیں رکھی گئی؟ فاسق کی فتوے پر اب تم اسقدر زور دے رہے ہو مگر ابلیس کا فتویٰ تم نے اپنے کان سے سُنا اور تم خاموش رہے۔ اب خدا کے آگے کیا جواب دو گے۔ اگر تم نے خدا کے آگے خلیفہ ثانی کے نہ ماننے کا یہ عذر پیش کیا کہ اُس نے خلافت احمدیہ کے منکروں کے حق میں قرآنی آیت کے مطابق فاولٰئک ھم الفسقون کا فتویٰ دیا تھا اور خدائے تعالیٰ نے تم سے سوال کیا کہ اس سے پہلے خلیفہ نے تو ابلیس کا فتویٰ

دیا۔ پس اگر تمھارا یہ عذر درست ہے تو تم نے خلیفہ اوّل کا کیوں انکار نہ کر دیا تو بتاؤ اُسوقت تم کیا جواب دو گے؟

مَیں کہہ چکا ہوں کہ ہر ایک بات جس کو اب تم غلطی قرار دے رہے ہو اُسکی اوّل اینٹ خلیفہ اوّل کے ہاتھ سے رکھی گئی۔ اب تو تم نے اسقدر شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ اور واویلا پکار رہے ہو مگر خلیفہ اوّل کے وقت میں آپ صاحبان نہ بولے۔ مثلاً اب تم کہتے ہو کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ نہیں ہونا چاہیئے مگر اُس نے بار ہا تمھیں سُنایا کہ میرے بعد بھی خلیفہ ہوگا اور وہ تم پر ایسا ہی حکمران ہوگا جیسا مَیں ہوں۔ مَیں ابھی اُس کے وہ الفاظ نقل کر چکا ہوں جن میں اُس نے فرمایا:۔

"جب تک خلیفہ نہیں بولتا۔ یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان اُمور پر رائے زنی نہ کرو"۔

دیکھو یہ وہی الفاظ ہیں جو تم نے احمدیہ بلڈنگس میں عام مجمع میں اُسکی زبان سے سُنے۔ اور اُسوقت اُس نے تمھیں اپنے بعد کے خلیفہ کی بھی خبر دی اور اسطرح اُس نے ایک خلافت کے سلسلہ کی بنیاد احمدیہ بلڈنگس میں کھڑے ہو کر تمھارے سامنے ڈالدی مگر اے میرے دلیر بھائیو! تم اُسوقت خاموش رہے۔ خلافت کی پہلی اینٹ تو وہ خود تھا اور دوسری کے لیئے وہ تمھارے سامنے پٹڑی جما گیا۔ مگر تم نہ بولے۔ کہ حضرت آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو تو بطور استثناء خلیفہ مان لیا تھا۔ مگر ہم احمدی سلسلہ میں کسی خلافت کی بنیاد پڑنا احمدیہ سلسلہ کے لیئے مضر اور الوصیت کے برخلاف اور حضرت مسیح موعودؑ کی زبانی تشریحوں کے مخالف سمجھتے ہیں۔ پس آپ کیوں بعد کے خلفاء کے لیئے پٹڑی جماتے ہیں۔ ہم آپ کے بعد کسی خلیفہ کو نہیں مانیں گے۔ اور اگر بھائیو! تم میں یہ جرأت نہ تھی کہ اُس کے سامنے بولتے تو کم از کم جماعت کو ہی متنبہ کر دیتے کہ یہ ایک بالکل غلط ٹڑی ہے جو خلیفہ اوّل جما رہا ہے ہمیں موجودہ خلیفہ کے بعد کسی دوسرے خلیفہ کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے اگر تم نے اِسکے متعلق کچھ لکھا تو اسوقت جبکہ تم نے یقین کر لیا کہ اسکی زندگی اب کچھ دن ہی باقی رہ گئی ہے اور

اسکو شائع بھی اُسوقت کیا جب ہائے نورالدین چل بسا کی آواز ہمارے کانوں مین پہنچی - افسوس!

پھر اتنے پر ہی اُس نے بس نہ کی - اُس نے اُسی بھرے مجمع میں تمہیں مخاطب کرکے فرمایا:-

"میں جب مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا آپ اُسے کھڑا کر دیگا"

پھر اُسی جلسہ میں اُس نے تمہیں سُنایا کہ

"تھوڑے دن صبر کرو - پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کریگا"

پس بھائیو! اگر خلافت احمدیہ کا سلسلہ ایک غلط سلسلہ ہے تو بتاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اُس کی بنیاد اوّل تم نے خود ایک خلیفہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرکے اور اُسے خلیفۃ المسیح کہکر ڈالی اور پھر اُس بنیاد کو اس خلیفہ نے آکر اور بھی مضبوط کردیا - پس اگر یہ غلطی ہے تو اُس کے اوّل بانی تم خود ہو اور تمہارے بعد خلیفہ اوّل جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق تمہارے درمیان تمہاری رہنمائی کے لیئے کھڑا کردیا۔

پھر اُس بندۂ خدا نے اسی پر بس نہ کی - ایک دن قوم کے لیئے اُس کے دل میں سخت درد پیدا ہُوا اور قوم کی حالت کو دیکھ کر وہ سخت اضطراب کی حالت میں ہوگیا - اور اُس نے دیکھا کہ مَیں اس قوم کو چھوڑنے والا ہوں مگر یہ قوم ابھی تربیت کی محتاج ہے اور ایک لیڈر کی اسکو ضرورت ہے تو وہ سخت اضطراب کی حالت میں گھبرا کر اپنے مولیٰ کے آستانہ پر گر پڑا - اور اُسکو اپنے مولیٰ پر بڑا بھروسہ تھا کہ وہ اُسکی التجاؤں کو سُنتا اور اُس کی دعاؤں پر کان رکھتا اور اُسکی پکار کا جواب دیتا ہے - اُس نے اپنے مولیٰ کے آگے قوم کی حالت کو پیش کرکے اُس دردِ دل کا اظہار کیا جو قوم کی نسبت اُسکے سینہ میں تھا اور خدائے تعالیٰ کے حضور ایک عرضداشت کی - وہ عرضداشت کیا تھی - وہ عرضداشت یہی تھی کہ اے مولیٰ اسوقت قوم کی حالت میرے لیئے اضطراب کا موجب ہو رہی ہے تُو میرے بعد ان میں ایک ایسا شخص کھڑا کریو جس میں قوت جاذبہ ہو وہ کاہل و سُست نہ ہو - ہمت بلند رکھتا ہو - باوجود ان باتوں کے وہ کمال

استقلال رکھتا ہو- دعاؤں کا مانگنے والا ہو- تیری تمام رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو- قرآن و احادیث سے باخبر ہو- پھر اُسکو ایک جماعت بخش- اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو- تباغض اُن میں نہ ہو- (آمین)

یہ دعا جو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے بعد ایک امام کیلیئے کی اُسکو صرف اپنی تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ وہ تڑپ جو اُسکے دل میں اپنی جماعت کے لیئے تھی اس بات کے لیئے محرک ہوئی کہ وہ اس درخواست میں اپنی جماعت کو بھی شریک کرے- چنانچہ وہ دعا اُس نے عام مجمع میں پیش کر کے سب کو کہا کہ اس اِلتجا کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے میں تم بھی میرے ساتھ شریک ہو جاؤ- تاہم سب کی طرف سے یہ درخواست الٰہی دربار میں پیش ہو اور سب کو کہا کہ تم سب آمین کہکر اس درخواست پر اپنے دستخط ثبت کرو-

دیکھو بھائیو! اُس نے اپنے جانشین کے لیئے کیسی کیسی مضبوط پٹڑیاں جمائیں اور کس طرح دعاؤں کے ذریعہ اس بنیاد کو مستحکم کرنا چاہا- مَیں نہیں جانتا کہ اس وقت جو جانشین کے مخالف ہیں اُنہوں نے آمین کہکر اس درخواست پر دستخط کیئے تھے یا نہیں- مگر ان بھائیوں کی کارروائی پر جب غور کیا جاتا ہے تو افسوس آتا ہے- خدا کا برگزیدہ جماعت کے لیئے ایک امام کی ضرورت کو اسقدر سختی کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ اُسکے لیئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہے- اور ہمارے بھائی ہیں جو ایک امام کی ہستی کو ہی لغو سمجھتے ہیں- وہ تو خلیفہ کے وجود کو جماعت کے لیئے رحمت کا ذریعہ سمجھتا ہے اور ہمارے بھائی ہیں جو خلافت کے سلسلہ کی شد و مد سے مخالفت کر کے ثواب دارین کے مستحق اپنے تئیں سمجھ رہے ہیں اور اپنے زعم میں قوم کی خیرخواہی کر رہے ہیں- دیکھو ان خیرخواہوں میں اور اُس خیرخواہ میں جو تڑپ تڑپ کر ایک امام کے لیئے دعائیں کرتا اور دوسروں کو دعاؤں میں شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے کس قدر فرق ہے- وہ کیا چاہتا ہے اور یہ کس بات کے درپے ہیں- وہ ہر ایک کوشش سے ایک پودے کو زمین میں لگاتا ہے اور یہ تبر لے کر اُس کے کاٹنے کے لیئے دوڑتے ہیں- اور انہیں اس درد اور اس اضطراب

اور اس تڑپ کی ذرا بھر بھی پروا نہیں۔ جو اپنی قوم کے لیئے وہ اپنے دل میں رکھتا تھا۔ وہ رو رو کر دعائیں کرتا اور گڑ گڑا کر التجائیں کرتا ہے اور ممکن ہو کہ یہ بھائی یعقوبؑ کے بیٹوں کی طرح خلیفہ کے معاملہ میں انك لفی ضلالك القدیم کا مصداق اُسے سمجھتے ہوں اور جس طرح یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ پیر کنعان کو کہا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتیٰ تکون حرضًا او تکون من الھالکین ممکن ہو اسی طرح اِس یوسف کے بھائیوں نے اپنے روحانی باپ پیرِ قادیان کی اس وحشت کو جو اُس کو خلیفہ کے بارہ میں تھی دیکھ کر زبانِ حال ہی سے پکارا ہو تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتیٰ تکون حرضًا او تکون من الھالکین۔ بھائیو! تمہارے خیالات میں اور تمہارے مرشد کے خیالات میں کس قدر فرق ہے وہ تو جماعت کی بھلائی اس میں دیکھتا ہے کہ ایک امام ہو اور اُس کے ماتحت ایک جماعت ہو اور اس کے لیئے دعائیں کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کسی خلیفہ اور کسی امام کی ضرورت نہیں۔ اور باوجود اس کے تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ مرشد اور مرید کے خیالات میں فرق نہیں ہونا چاہیئے۔

پھر تم موجودہ خلیفہ کو قبول نہ کرنے کیلیئے ایک عذر یہ پیش کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اگر بعض عقائد اور مسائل میں تم کو مجھ سے اختلاف ہو تو یہ امر خلیفہ کی بیعت کرنے میں روک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اتنا ضروری ہو گا کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر انکی اشاعت نہ کی جائے۔ اور کہتے ہو کہ "یہ تو اب غیر اسلامی سلطنتیں بھی نہیں کرتیں کہ مختلف عقائد کے لوگوں کو اپنے عقائد کے اظہار سے روکیں۔ پھر کیا ایک اسلامی خلیفہ ایسا قائم کیا جائیگا جو لوگوں کو یہ کہے کہ فلاں عقائد کو دل میں رکھو اور اُن کو ظاہر نہ کرو"۔ اس کے جواب میں میری عرض ہے کہ ایسا خلیفہ ابھی ہم میں تھا اور تم خود تسلیم کرتے ہو کہ اُس نے تمھیں تمہارے خیالات کے اظہار سے روکا اور تم رُک گئے۔ اُسوقت تم نے اُسکو کیوں نہ کہا کہ "یہ تو اب غیر اسلامی سلطنتیں بھی نہیں کرتیں کہ مختلف عقائد کے لوگوں کو اپنے عقائد کے اظہار سے روکیں"۔ اور تم اسلامی خلیفہ ہو کر لوگوں کو کہتے ہو کہ فلاں عقائد کو دل میں رکھو اور اُن کو ظاہر نہ کرو۔ اُس خلیفہ اوّل نے تو صاف

لفظوں میں تمہیں کہا کہ میری پروانگی کے بغیر تم اختلافی مسائل کو بحث میں نہ لایا کرو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہی طریق تمہیں میرے جانشین کے وقت میں بھی اختیار کرنا ہوگا۔ چنانچہ اُس نے احمدیہ بلڈنگس میں کھڑے ہو کر تمہیں حکم دیا کہ "جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو"۔ اب بھائیو مجھے بتاؤ کہ اگر تمہارا یہ عذر درست تھا تو پھر تم نے خلیفۂ اوّل کی خلافت سے کیوں انحراف نہ کیا۔ کیا تمہارے نزدیک اُس نے یہ غلط حکم دیا تھا۔ بھائیو! آپ صاحبان کے مختلف عذرات میں سے کوئی عذر بھی قابلِ سماعت نہیں۔ اگر خلیفہ ثانی کا یہ کہنا.... کہ.... تمہیں اختلافی مسائل پر بدوں اجازت امام کے گفتگو کرنیکی اجازت نہ ہوگی غلط ہے تو اس غلطی کی بنا بھی خلیفہ اوّل نے ہی ڈالی جیسا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ اُس نے تم کو بعض خیالات کے اظہار سے روکا اور جیسا کہ اُس حکم سے ظاہر ہے جو مَیں اوپر نقل کر چکا ہوں۔

اور بھائیو تمہارا یہ عذر بھی غلط ہے کہ جماعت کے افراد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُن کے تمام خیالات اور عقائد خلیفہ اور امام کے خیالات اور عقائد کے مطابق ہوں اور چونکہ ہمارے تمام عقائد موجودہ خلیفہ کے مطابق نہیں اس لئے ہم اپنے تئیں اُس کی جماعت کے اندر شامل نہیں کر سکتے۔ بھائیو تمہارا یہ عذر بھی صرف ایک بہانہ ہی۔ ابھی خلافت کے بارہ میں مَیں خلیفۂ اوّل کے عقائد اور خیالات کو آپ صاحبان کے پیش کر چکا ہوں اور صریحاً ظاہر ہے کہ آپ لوگوں میں سے اگر کُل کے نہیں تو بہتوں کے خیالات خلافت کے بارہ میں حضرت خلیفۂ اوّل کے خیالات کے مطابق نہیں تھے۔ پھر تم کیا اُسکی جماعت میں شامل نہیں تھے۔ تم میں سے بعض خود اس امر کے قائل ہیں کہ بعض خیالات اور عقائد کے اظہار سے خلیفہ اوّل نے اُنکو روکا۔ اگر اُن کے خیالات حضرت خلیفۂ اوّل کے خیالات کے مطابق تھے تو پھر روکنے کے کیا معنے۔

اسی طرح آپ صاحبان اس امر سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مسئلہ کفر و اسلام کے بارہ میں بھی جماعت میں مختلف خیالات کے آدمی موجود تھے۔ اور باوجود اس اختلاف کے

وہ سب کے سب ایک خلیفہ کے ماتحت تھے۔ اگر آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ ایک خلیفہ کے ماتحت ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ سب کے خیالات اور اعتقادات بھی ایک ہی ہوں تو پھر کیوں خلیفہ اوّل نے بعض کو اپنی جماعت سے خارج نہ کر دیا۔ اُس نے تو بارہا کہا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ تمام جماعت کے افراد کے خیالات میں اختلاف نہ ہو بلکہ ضروری ہے کہ اختلاف ہو۔ اس لیئے میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ تم تمام خیالات میں میرے تابع ہو جاؤ۔ بلکہ میرا مطالبہ تم سے صرف اسقدر ہے کہ اختلافی مسائل کو معرض بحث میں لاکر جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اس لیئے اُس نے اختلاف خیالات کو نہیں روکا بلکہ وحدت کو قائم رکھنے کے لیئے حکم دیا کہ میرے اذن کے بغیر مختلف فیہا مسائل پر تقریراً یا تحریراً بحث نہ کرو۔

پھر ایک اور اعتراض تم موجودہ خلیفہ پر یہ کرتے ہو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کے حق میں وہی فتویٰ دیتا ہے جو ایک رسول اور نبی کے منکر کے حق میں شریعت اسلام کا فتویٰ ہے۔ اگر یہ تمھارے انکار خلافت کی وجہ ہو سکتی ہے تو تمھیں چاہیئے تھا کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی انکار کرتے کیونکہ تم خوب جانتے ہو کہ تم میں سے ایک کے سوال کے جواب میں اُس نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ ہم میں اور غیر احمدیوں میں یہ فرق ہے کہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کر کے آیۂ کریمہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ سے انکار کیا ہے۔ اس جواب سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو اُسی قسم کے رسولوں میں شمار کرتے تھے جن کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں ہے اور اُس کے منکر کے بارے میں اُن کا وہی فتویٰ تھا جو ایک نبی اور رسول کے منکر کے بارہ میں شریعت اسلام کا فتویٰ ہے۔ لیکن اگر تم زیادہ وضاحت سے حضرت خلیفہ اوّل کا فتویٰ سُننا چاہتے ہو تو آؤ مَیں تمھیں اُنہی کے الفاظ میں اُن کا فتویٰ سُنادوں۔ ایک سائل کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

"آپ پوچھتے ہیں کہ جن میں ۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اُسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ صاحب۔ یہ حیرت انگیز اور بودا خیال و سوال ہے۔ اور نہایت کمزور ہے۔ اس سوال پر اگر کوئی کہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ فرشتوں

رسولوں۔ انبیاء۔ جزاء و سزا کو نہیں مانتا مثلاً۔ اور یہ پانچ باتیں ہیں۔ لیکن زنا نہیں کرتا۔ یا شراب نہیں پیتا۔ تو اُسے مسلمان کہنا چاہیئے؟ آپ تو ۹۹ کا سوال فرماتے ہیں۔ مَیں تو صرف پانچ وجہ کا تذکرہ کرتا ہوں۔ یا ایک شخص فرشتے مانتا ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ تو اس میں ایک وجہ کفر کی۔ اور ایک وجہ اسلام کی ہے۔ کیا آپ اُسے مومن مسلمان کہیں گے۔

"برادرم - سینکڑوں امور کفر کے ایسے ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک کا بھی معتقد ہو تو کافر ہو سکتا ہے۔ کجا ۹۹۔ مثلاً کوئی کہے اللہ کا ماننا لغو ہے۔ یا کہے رسول کا اعتقاد بیہودہ ہے تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا۔

"اسرائیلی مسیح کے وقت منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ توریت پر اُن کا ایمان تھا۔ سب رسولوں کو مانتے تھے۔ سوائے حضرت مسیحؑ کے۔ کیا وہ کافر تھے یا نہ تھے؟۔

"ہمارے پاس سردار سیدومولیٰ خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود و نصاریٰ۔ اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں۔ کتابوں۔ فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں۔ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے۔ تو **محمدی مسیح رسول** کا منکر کیوں کافر نہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح۔ موسیٰؑ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اُس کا منکر کافر ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔ یہ محمدی مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اُس کا غلام ہے۔"

بھائیو! آپ نے دیکھ لیا۔ خلیفۃ المسیحؑ اوّل جسکو آپ بھی خلیفہ اور مہدی مانتے ہو۔ اُس کا یہ فتویٰ ہے۔ موجودہ خلیفۃ المسیحؑ نے اس سے بڑھکر کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ پس اگر تم حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے فتویٰ کو بطور عذر کے پیش کرتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ .... حضرت خلیفۃ المسیحؑ اوّل کے مندرجہ بالا فتویٰ کے شائع ہونے پر تم نے شور نہ مچایا۔ اور یہ نہ کہا کہ ہم ایسے شخص کو ہرگز خلیفہ نہیں مان سکتے۔ جو مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور یہ کہ ایسا شخص خلیفۃ المسیحؑ تو کجا متقی

Digitized by Khilafat Library

بھی نہیں کہلا سکتا۔ بھائیو۔ تم خدائے تعالیٰ کے آگے کیا جواب دو گے۔ جن امور کو تم اِس وقت بطور وجوہات انکار خلیفہ پیش کرتے ہو۔ وہی باتیں پہلے خلیفہ میں موجود ہیں۔ تم ایک کو مانتے اور دوسرے کا انکار کرتے۔ پس کیا تمھارے یہ عذر خدا کے نزدیک قبول کیئے جانیکے قابل ہیں۔ خود ہی انصاف کرو۔ دیکھو۔ تم نے غیر احمدیوں کے حق میں آیت لا نفرّق بین احد من رسلہ کے ماتحت بھی خلیفہ اوّل کا فتویٰ سُن لیا۔ اور اس فتویٰ کے تم خود گواہ اور اس سے تم خوب آگاہ ہو۔ پھر اُس نے یہ بھی صاف الفاظ میں لکھدیا۔ کہ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔ اس سے بڑھکر موجودہ خلیفہ نے کیا بات کہی کہ تم اسقدر بگڑ گئے۔ یا در اصل نیت ہی صاف نہیں۔

پھر تم نے ایک اور نئی بات بنائی ہے کہ شرعی معنوں میں مسیح موعودؑ نبی اور رسول نہ تھے لیکن تمھارے خلیفہ اوّل کے وہم میں یہ بات نہ آئی تھی ورنہ وہ حضرت مسیح موعود کو آیۂ لا نفرّق بین احد من رسلہ کے ماتحت نہ لاتا اور جب اُس نے کہا کہ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔ تو یقیناً لفظ رسول سے اُس کی مراد وہی رسول تھا جس کو شرعی اصطلاح میں رسول کہتے ہیں۔ ہر دو بزرگوں کو وہ مسیح رسول کے نام سے پکارتا ہے۔ اور مخالف کے آگے یہ امر بطور حجت ملزمہ کے پیش کرتا ہے کہ اگر ایک کے انکار سے کفر لازم آتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے کے انکار سے کفر لازم نہ آئے جبکہ دونوں مسیح اور دونوں رسول ہیں پس اس امر سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جیسا اسرائیلی مسیح کے ساتھ لفظ رسول شرعی معنوں میں استعمال کیا۔ ایسا ہی محمدی مسیح کے ساتھ لفظ رسول شرعی معنوں میں استعمال کیا۔

بھائیو! آپ کوئی ایسی بات پیش نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے تمھیں موجودہ خلیفہ کی خلافت قبول کرنے سے انکار ہے اور وہ بات خلیفہ اوّل کی خلافت کے زمانہ میں موجود نہ ہو۔ ایک بڑی بات تم یہ پیش کرتے ہو کہ موجودہ خلیفہ نے انجمن کی آزادی چھین لی ہے۔ اور یہ اعتراض تم اس بنا پر کرتے ہو کہ انجمن نے خلیفہ وقت کو اسلامی تعلیم کے مطابق اپنا مطاع قرار دیا۔ مگر کیا انجمن کے ممبر اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ یہ انجمن خلیفہ اوّل کے وقت میں بھی ان معنوں میں

آزاد نہ تھی بلکہ خلیفہ اوّل جو چاہتا انجمن سے کرا لیتا۔ خواہ وہ امر کیسا ہی ممبران انجمن کی رائے کے برخلاف کیوں نہ ہو۔ ایک دو مرتبہ بے شک بعض سرکردہ ممبران نے اپنی خیالی آزادی قائم کرنے کے لیئے ہاتھ پیر مارے مگر خلیفہ کے سامنے کچھ پیش نہ چلی آخر انہوں نے دیکھ لیا کہ خلیفہ کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں اس لیئے چاروناچار اُس کے آگے سر جھکا دیا اور پھر تو ایسے مطیع ہو گئے ہیں اور خلیفہ کے پیچھے پیچھے اس طرح چلنے لگ گئے جس طرح اونٹ اُس شخص کے پیچھے چلتا ہے جس کے ہاتھ میں اُس کی مہار ہو۔ پس بھائیو تم جو یہ عذر کرتے ہو کہ موجودہ خلیفہ نے انجمن کو آزاد نہیں رکھا بلکہ انجمن نے اسکو اپنا مطاع قرار دیا ہے اس لیئے ہم اس کی خلافت قبول کرنے سے معذور ہیں۔ مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تم کس منہ سے اس عذر کو خدا کے آگے پیش کرو گے جبکہ خلیفہ اوّل کے وقت میں انجمن کو یہ آزادی حاصل نہ تھی اور تم نے باوجود اسکے اُس کی خلافت کو قبول کیا۔ بھائیو اپنے اندر جھانک کر دیکھو کیا تم کوئی ایسا عذر پیش کر سکتے ہو جس کی مثال خلیفہ اوّل کے وقت میں موجود نہ ہو اگر تنہائی میں سوچو تو تمھیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو عذر تم اس وقت پیش کرتے ہو اور جن کی بنا پر تم خلیفہ ثانی کا انکار کرتے ہو ان کا نمونہ خود خلافت اوّل میں موجود ہے مگر تم نے خلافت اوّل کا انکار نہ کیا۔ پس اگر تم ان عذرات کی بنا پر خلیفہ ثانی کا انکار کرتے ہو تو خدا کے نزدیک ملزم ہو۔ بل الانسان علیٰ نفسہٖ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہٗ۔

ایک عذر تم یہ پیش کرتے ہو کہ خلیفہ ثانی نے ترقی اسلام کا ایک علیحدہ فنڈ کھولدیا ہے اور اس طرح انجمن کے فنڈ کو نقصان پہنچایا ہے۔ اسکے جواب میں پہلے تو مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اُس نے اپنے اعلان میں صاف طور پر تاکید کر دی ہے کہ انجمن کے کاموں کے لیئے جو تم روپیہ دیتے ہو اُس میں ذرا بھی کمی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہ چندہ پہلے چندوں کے علاوہ ہے۔ اس علان کے بعد اعتراض کرنا بالکل بے جا تھا لیکن تعجب ہے کہ یہ ایسا اعتراض ہے جسکے مورد معترض خود ہیں۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح نے تبلیغ اسلام

کے لیئے چندہ کی تحریک کی ہے تو اسمیں کونسی قباحت ہے۔ اگر یہ بُرا کام ہے تو پہلے خواجہ کمال الدین صاحب کو ملامت کرو جنہوں نے قوم سے روپیہ اکٹھا کیا۔ اگر ایسا کرنے کے معنے یہ ہیں کہ انجمن ٹوٹ گئی تو پھر اس کے توڑنے کا الزام پہلے خواجہ صاحب پر وارد ہوتا ہے اور پھر اُنکے اُن دوستوں پر جو اُن کے لیئے قوم سے روپیہ جمع کرتے ہیں اور خود...... انجمن کے سالانہ جلسہ گذشتہ کے موقعہ پر جو روپیہ احمدی احباب سلسلہ کی اغراض کیلیئے لائے تھے وہی روپیہ انجمن کے جلسہ کے وقت لوگوں سے خواجہ صاحب کے لیئے جمع کیا گیا۔ بھائیو۔ کیا تم ایسے ایسے بیہودہ عذرات کی بنا پر خلافت سے انکار کر رہے ہو۔ یقیناً یہ سب جھوٹے عذر ہیں اور ان عذرات کے ذریعہ تم خدا کے نزدیک سرخرو نہیں ہو سکتے۔

اِسلام اور اِسلام کا خدا

کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کے نزول کے وقت خود مکّہ معظمہ میں ایسے سینکڑوں فصیح و بلیغ شعرا موجود تھے جو فصاحت میں کوس لمن الملک بجاتے اور اپنی نظموں کو خانہ کعبہ پر آویزاں کرکے ھل من فصیح ھل من شاعر پکارا کرتے۔ اور پھر کون نہیں جانتا کہ اُن کے بعد آجتک لاکھوں ایسے نامی گرامی فصیح و بلیغ دنیا میں ہو گذرے ہیں جنکی فصاحت و بلاغت کا غلغلہ آسمان تک پہنچا ہوا تھا۔ مگر بتاؤ۔ کہ کیا کوئی شخص آج تک اس قابل ہوا ہے کہ اُس اُمّی صلعم کی بات کا جواب دے سکے جس نے قرآن کریم کو پیش کرکے کہا۔ کہ اسے استفادہ کی نظر سے دیکھو یا نکتہ چینی کی غرض سے۔ اور پھر بتاؤ کہ کیا کوئی کتاب کسی دانشمند۔ کسی حکیم۔ کسی فلاسفر کی۔ ایک کی لکھی ہوئی ہو یا بہتوں کی متفقہ رائے کے مطابق۔ موجود کیجا سکتی ہے جو بلحاظ عبارت۔ معارف۔ دقائق اور مضامین کے اسکے برابر ہو۔ اور کیا کوئی شخص اسکے مقابلہ میں اپنا کلام کسی رنگ میں پیش کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ پھر وہ اُمّی صلعم (فداہ ابی و امی) نہ تو ایک لمحہ کیلیئے کسی مکتب میں بیٹھا۔ جس سے خیال ہو سکتا کہ شائد یہ کتاب اس کی اپنی کسی محنت کا نتیجہ ہو۔ نہ اُس نے کسی اُستاد کی شکل دیکھی۔ نہ اس نے کسی عالم کی صحبت پائی۔ نہ وہ کسی حکیم سے مل سکا۔ نہ اس نے کبھی کسی شاعر کی تلمیذیت کی اور نہ کسی ادیب سے ادب سیکھا۔ اگر اُس نے دیکھا۔

تو اپنی قوم کے وحوش کو دیکھا۔ سُنا تو انہی جاہلوں کی باتوں کو سُنا۔

مگر دنیا نے بڑے بڑے ادیب اور جادو نگار پیدا کیے۔ جن کی بے نظیر نظم و نثر اب تک موجود ہے۔ اور جن کی قرآن کریم کے خار دلانے والے چیلنج پر ہمیشہ ہی تمنا اور آرزو رہی کہ کسی طرح اُس صحیفۂ پاک کے مقابلے پر زیادہ نہ ہو تو کم از کم ایک دو آیت کی کوئی چھوٹی سی سورۃ ہی کسی طرح لکھ سکیں تاکہ کسی طرح اتنا تو کہہ سکیں کہ ہم اس حیرت انگیز کتاب کے کسی ایک جزء کی خواہ وہ کیسا ہی چھوٹا سا کیوں نہ ہو مثل لانے پر قادر ہیں۔ پر وہ نہ لکھ سکے اور اس تمنا کو قبر ہی میں لیگئے۔

اگر مضامین کی عظمت و شوکت۔ معارف و حقائق کی وسعت و عمق۔ الہامات و پیشگوئیوں کی قوت و جلال۔ اور تزکیہ نفوس پیدا کرنے والے مضامین کو چھوڑ دیویں۔ تو رزم و بزم۔ حُسن و جمال۔ ہجر و وصال۔ مدح و ذم وغیرہ ایسے مضامین کی عمدہ سے عمدہ کتابیں مل سکتی ہیں پر کیا۔ . . اس قسم کی خیالی باتوں کو عمدہ الفاظ میں ادا کرنے والا اور اس قسم کے مضامین کو نہایت ہی دلکش الفاظ کا جامہ پہنانے والا بھی کوئی شخص ہُوا ہے۔ جو اپنی کلام کے بے مثل ہونیکا مُدعی ہُوا ہو؟ ۔ اور پھر اُس کا معارضہ نہ کیا گیا ہو؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا ہو ہی کسطرح سکتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ خالق اور مخلوق کی کلام میں فرق بیّن ہونا ضروری ہے۔ خالق کی کلام کی مثال کسی رنگ میں پیش نہیں ہو سکتی۔ مگر مخلوق آخر مخلوق ہے۔ جو بات ایک مخلوق کر سکتا ہے۔ کوئی دوسرا مخلوق بدرجہ اولیٰ کرنے کی قدرت رکھ سکتا ہے۔ غرض نہ یہ ممکن تھا اور نہ ہُوا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کسی رنگ میں فصاحت و بلاغت میں۔ مضامین کی عظمت و شوکت میں۔ معارف و حقائق میں یا پیشگوئیوں کی قوت و جلال میں ہو۔ اور نہ وہ مدعیانہ پیشگوئی کبھی باطل ہو سکی جو لن تفعلوا میں ظاہر فرمائی گئی تھی۔ پھر بھی اور کافی طور سے قطع حجت ہونے کے بعد بھی ایک بے باک انسان جس کا نام ڈاکٹر نارمن میکلین ہے جو عملی طور سے قرآن کریم کے اعجاز اور اس کی بے نظیر تعلیم کی عظمت و شوکت کو مانتا ہے کہ اس کا بے مثل دعویٰ۔ اور تحدی اور طلب معارضہ اب تک بحال خود موجود ہے اور کسی کو مجال نہیں ہوئی کہ اُسکے رُعب کے سامنے اپنے اوسان قائم رکھے۔ چہ جائیکہ اسکے مقابلے کی اُسکو جرأت ہو۔ اور جو اپنی گھر کی کمزوریوں سے بھی ناواقف نہیں ہے۔ قرآنی تعلیم کے برخلاف

مانچسٹر گارڈین میں ایک سوال لکھکر مبصر کی آنکھ میں خاک ڈالنے کی کوشش کرتا اور یقین کرتا ہے کہ شاید اسکی بے بنیاد کوشش سے وہ حیران و سرگردان ہوکر بھول بھلیاں کا شکار ہوجاویگا اور ہاتھ پاؤں مارتا۔ جادۂ اعتدال سے منحرف ہوجاویگا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اسکی اس حرکت سے خود اسکے علم اور واقفیت کی پردہ دری ہوجاویگی اور داناؤں کے نزدیک وہ ایک متعصب آدمی شمار ہونے لگ جاویگا۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔ کہ "کیا سارے کا سارا افریقہ ایک ایسے مذہب کی عنانِ حکومت کے نیچے آجاویگا۔ جس کا خدا سخت جابر اور ایشیائی مذاق و خیالات کا ظالم ہے۔ نہ اُس میں خدائے ودود کی سی بے بہا محبت۔ نہ اس میں مہربان باپ کی سی پدرانہ شفقت۔ جو عورت ذات کی تحقیر کرنے والا اور اُن کے جائز حقوق کا غاصب۔ اور جو ان تمام لوگوں کو جو اسکے نقش قدم پر چلتے ہیں خونخوار اور بے جا جوش و تعصب کا شکار بنا دیتا ہے"؟

ہم اس بات کو ایک ثانیہ کے لئے بھی تسلیم کرنیکے لیئے طیار نہیں ہیں۔ کہ وہ یہ نہ جانتا ہو۔ کہ "اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے۔ وہ شہنشاہ قدوس ہے۔ اور تمام قدرتہائے کاملہ صفات فاضلہ کا مظہر اور تمام خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ ہے اور اسکی ذات ہر ایک قسم کے نقص و کمزوری سے مبرّا ہے"۔ مگر اگر وہ یہ جانتا ہے۔ کہ اسلام کا خدا ایسا ہے اور خوب جانتا ہے۔ تو پھر مذکورہ بالا تحریر کے کیا معنے جسمیں اس نے اپنی حسرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے گویا بتا دیا ہے کہ اسلام اپنا مقناطیسی اثر دکھائے بغیر نہ رہیگا۔ وہ لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر رہا ہے۔ اور عام لوگوں کی میلان طبیعت نے بتا دیا ہے۔ کہ آئندہ کا مذہب افریقہ میں اسلام ہوگا۔ اور مسیحیت کو (جہاں کہیں وہ اس برّاعظم کے اندر ہے) دین اسلام کے مقابل میں بھاگنا پڑے گا۔ یہ خیال اسکے لیئے نہایت تکلیف دہ تھا۔ اس نے اسکی بنیادوں تک کو سرے سے ہلا دیا۔ اور سوائے اس کے کہ وہ الفاظ مذکورہ میں اپنا رونا روئے اُس سے اور کچھ نہ بنا۔

ڈاکٹر مے کلین کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اُن رسائل اور ٹریکٹوں سے ناواقف نہیں ہے۔ جو محققین نے مسیحیت کے برخلاف لکھے ہیں۔ اور جن کو عام مسیحی ناپاک لٹریچر

کے نام سے موسوم کیا کرتے ہیں۔ مسیحی مشنریوں کی یہ عادت ہو گئی ہے۔ کہ جب وہ کسی محقق کے ایسے سوالات اور اعتراضات کا جواب دینے کے لئے جن کی زد اُن کے اپنے مذہب پر پڑتی ہو اپنی ناقابلیت کا احساس کر لیتے ہیں۔ تو وہ جھٹ انکو اسلام کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ ایک طرف اُن اعتراضات کو پڑھو جو مسیحیوں نے اسلام پر کیئے ہیں اور دوسری طرف اُن کتابوں کا مطالعہ کرو جو یورپ کے محققین نے مسیحی دین اور اُن کی مذہبی کتابوں کے بارہ میں لکھی ہیں تو آپ دیکھکر حیران ہونگے کہ جو اعتراضات مسیحی مشنری اسلام اور قرآن شریف کے برخلاف کرتے ہیں وہ بعینہ وہی اعتراضات ہیں جو یورپ کے آزاد خیال خود مسیحیت اور بائیبل پر کرتے ہیں۔

بالعموم حسب ذیل اعتراضات سے مسیحیت پر حملہ کیا گیا ہے۔ اور یہ جملہ اعتراضات مغرب کے محققین کی کشش قلم کا نتیجہ ہیں۔

(۱) بائیبل کا خدا ایسا ہی مطلق العنان ہے۔ جیسا کہ کسی ایشیائی سلطنت کا کوئی ظالم خود مختار بادشاہ

(۲) مسیحیت عورت کی حیثیت کو نظر انداز کرتی ہے۔ اور اسکو نہایت ذلیل سمجھتی ہے۔

(۳) مسیحیت کے سرگرم دلدادہ سخت خونخوار بے جا جوش رکھانے والے اور متعصب ہوتے ہیں اور بے تعداد مواقع پر انہوں نے ایسا بے جا جوش دکھایا۔ اور خون بہایا ہے جس کی کوئی نظیر کسی مذہب میں صفحۂ دنیا پر نہیں ملتی۔

مسیحی خوب جانتے ہیں۔ کہ ان کے مذہب پر یہ اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اُن سے عہدہ برآ ہونا آسان کام نہیں ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ معترضین نے خدائے بائیبل کو ایک ظالم خود مختار کی حیثیت میں دکھلانے میں شاید انصاف سے کام نہ لیا ہو۔ یا انکو اسکے متعلق رائے قائم کرنے میں غلطی لگی ہو۔ لیکن ہم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ جن الفاظ میں مسیحی اپنے خدا کا ذکر کیا کرتے ہیں وہ بھی اُس خدا کے نقشہ کے مطابق ہرگز نہیں ...... جس خدا کا تصور بائیبل میں دلایا گیا ہے۔

مغرب کے محققین سے نتیجۃً تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُن سے مسیحیوں کے خدا کا خاکہ اُتارنے میں غلطی کا ارتکاب ہُوا ہو۔ مگر ہم یہ بھی نہیں مناسب سمجھتے کہ اس بات پر تاریکی کا پردہ پڑا رہے۔ کہ بائیبل کے اندر بہت سے ایسے مقامات ہیں۔ جن میں صرف خدا کے متعلق مسیحی نکتہ خیال کا استیصال ہو جاتا ہے۔ بلکہ محققین نے جو تصویر مسیحیت کے خدا کی بنائی ہے اُس سے بھی کچھ انکی غیر مطابقت کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُن محققین نے شاید وہ خیالات وہاں ہی سے لیئے ہوں۔ بہر حال محققین یورپ نے جو خدائے بائیبل کا نقشہ کھینچا ہے اسکے متعلق ہمارے خیالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم اس بات کو ایک لمحہ کیلیئے بھی قبول نہیں کر سکتے کہ خدائے بائیبل کا جو نقشہ مسیحی صاحبان نے کھینچا ہے وہ بائیبل کے اپنے نقشے سے مطابقت رکھتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کا خدا کوئی اور ہے اور مسیحیوں کا خدا کوئی اور ہے۔

قرآنِ کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو اپنے خدا کا صحیح صحیح تصوّر دلا دیتی ہے۔ خدا کی شناخت اور اسکے متعلق علم پیدا کرنے کے دو ہی ذرائع ہیں۔ وحی۔ اور سُنّت (یا صحیفۂ قدرت) یا یوں کہو کہ خدا کا فعل اور خدا کا کلام اور اگر ہم قرآن کریم کا نہایت غور و خوض سے مطالعہ کریں تو یقیناً ہم پر روزِ روشن کی طرح کُھل جاویگا۔ کہ خدائے اسلام کا نقشہ جو قرآن کریم میں کھینچا ہُوا ہے۔ وہ ٹھیک اس نقشے سے تطابق کھاتا ہے جو صحیفۂ قدرت پر بنا ہُوا ہے۔ مسیحی کہا کرتے ہیں۔ کہ خدا محبت ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ لاکلام خدا محبت ہے۔ وہ مہربان ہے۔ شفیق ہے۔ قہر کرنے میں دھیما ہے۔ سزا دینے سے دریغ کرنیوالا ہے۔ مگر بہر حال ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ بدکاروں کو وہ سزا بھی دیا کرتا ہے۔ اسکی گورنمنٹ ایک متمیز گورنمنٹ ہے۔ یہ حقیقت کہ اس کا رحم غیر محدود ہونے کے باعث تمام اشیاء پر محیط ہے ہمیں ہرگز ہرگز دھوکے میں ڈالکر شرارت کی طرف مائل نہیں کر سکتی۔ کیوں۔ اسلیئے کہ ہم جانتے ہیں کہ بدی اور شرارت سے خدا کا غضب بھی حرکت میں آجاتا ہے۔ اگر خدا کے بے شمار کام ہمارے قلوب کی الواح پر نقش کالحجر کی طرح لکھ دیتے ہیں کہ خداوند کریم نہایت شفقت کرنے والا اور رحیم ہے تو اسکے دوسرے کام اس حقیقت کے چہرہ سے بھی نقاب اُتار دیتے ہیں کہ اس کا عذاب بھی

نہایت سخت ہے۔ خدا کی رحمت پر نظر رکھکر اسکی بے حد فیوض کی تمنا کرتے رہنا ایک نہایت ہی مستحسن کام ہے۔ پر یہ اس سے بھی نہایت ضروری ہے کہ اس کی ناراضگی اور اسکے عذاب اور عتاب کے خوف سے ہماری روح پر ایک لرزہ پڑا رہے۔ خدا نے ہمارے لئے آسمان کو پیدا کیا۔ زمین کو پیدا کیا اور ان تمام ارضی اور سماوی اشیاء کو پیدا کیا جو انکے درمیان ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رحم کی کوئی انتہا نہیں۔ پر اسکے مقابلے پر اس نے طاعون کو بھی پیدا کیا۔ اور اور ہزارہا ایسی بلاؤں کو دنیا میں بھیجا۔ کیا اس قسم کی اشیاء سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ جب ضرورت پر اس کا عذاب بھی جلوہ فرما ہو جاتا ہے؟ اور کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جبکہ وہ ہر ایک موقع پر ہم پر احسانات کرتا رہتا ہے تو کفران نعمت اور بدکاریوں کے موقعوں پر ہم کو وہ سزا بھی دے سکتا ہے لہذا صرف اس بات پر ایمان رکھنا کہ خدا محبت ہے۔ اور اس کے عذاب و عتاب سے بالکل نڈر ہو بیٹھنا کسی صحیح العقل اور فہمیدہ انسان کا کام نہیں۔ ایک انسان کیلئے صرف اسی حالت میں ممکن ہے کہ وہ ایک راستباز کی طرح زندگی بسر کر سکے۔ جب ہمیشہ اُس کی خدا کے رحم اور شفقت پر نظر رہے اور اس کے عذاب سے غافل نہ ہو۔ اسکے عذاب کے خوف سے ہمیں گناہوں اور افعال شنیعہ کے ارتکاب سے اجتناب کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ اور اسکے رحم اور عنایات پر بھروسہ ہمیں آئندہ کی طرف سے ہمیشہ مطمئن اور امیدوار بنائے رکھتا ہے اور ہمارے دلوں میں گناہوں سے توبہ استغفار کرنے اور آئندہ کے لیئے گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کی توفیق ملنے کیلئے نصرت الٰہی مانگنے کی تحریک پیدا کرتا رہتا ہے۔ اگر صرف خدا کا خوف ہمارے قلوب پر طاری رہے۔ اور اسکے رحم اور مغفرت پر ہمیں کوئی بھروسہ نہ ہو۔ تو نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ ہم مایوس و محروم رہ کر آخر تباہ کار ہو جاوینگے۔ کیونکہ اگر ہم سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جاوے۔ تو چونکہ ہمیں خدا کے رحم اور اسکی شفقت اور کرم پر تو کوئی بھروسہ ہے نہیں ہم مایوس ہو جاوینگے اور یہی سمجھ لیں گے کہ بس اب تباہ ہو گئے۔ برعکس اسکے اگر ہمیں اسکے عتاب و عذاب کا کوئی ڈر نہیں تو ہم گناہ کرنے پر نہایت دلیر ہو جاوینگے۔ اس لیئے سلامت روی اسی میں ہے کہ خدا کے کرم و رحم پر بھی ایمان ہو۔ اور اسکی ناخوشی اور گرفت کا بھی ہر وقت اندیشہ رہے۔ مخبر صادق صلعم نے کیا سچ فرمایا ہے الایمان

بین الخوف والرجاء یعنی ایمان امید و بیم کے بَیْن بَیْن ہے۔ یوں سمجھو۔ کہ خدا کا ڈر اور اسکے انعامات اور بندہ نوازیوں پر نظر گویا دو بازو ہیں۔ جو انسان کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ روحانی فضا میں نہایت بلند پروازیاں کرتا پھرے۔ اور بڑے بڑے روحانی مدارج اور ترقیات حاصل کرتا ہے۔ دنیا کے مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اپنے پیرووں کو تعلیم دیتا ہے کہ خداوندی مہر اور اسکے قہر دونوں پر نظر رکھنے سے ہی انسان نجات یافتہ اور سچے اور مستقل سرور کا حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔ اور لاریب یہی سچ ہے۔ اسکے علاوہ سب کچھ طفل تسلّی ہے۔

اگر جزا و سزا کے مسئلے پر غور و تدبّر کرو۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ناپسندیدہ باتوں کی سزا دینا بھی ایک رحم ہے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ اس میں ہمارا فائدہ مدِّ نظر ہے۔ یہ بتا کر کہ کوئی بدکار ہماری گرفت سے نڈر نہیں ہو سکتا۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم ہر ایک ٹھوکر۔ ہر ایک لغزش اور ہر ایک گناہ سے بچ جائیں اور نیکیوں میں ترقی کرتے کرتے اسکے بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ فضلوں کے وارث بنجاویں قرآن کریم کو لے لو۔ یا نبی کریم صلعم کی احادیث مقدسہ کو لے لو۔ دونوں میں آپ ملاحظہ فرما دیں گے۔ کہ خدا کے رحم اور اسکے بے حد فیوض اور مہربانیوں کا نہایت ہی پُر اثر - الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی آپ یہ بھی ملاحظہ فرماویں گے کہ افعال شنیعہ سے بچنے اور ان کے ارتکاب کر لینے پر جا بجا سزاؤں کے سزاوار ہونے سے متنبہ رہنے کے لیئے بھی تاکید کی گئی ہے۔ دیکھو قرآن کریم کی ہر ایک سورہ کی ابتداء الرحمٰن اور الرحیم کے نام سے ہوتی ہے۔ رحمٰن کہتے ہیں ایسے محسن کو جو بدوں کسی فعل۔ دعاء۔ اور درخواست کے ان تمام چیزوں کو جو ہماری راحت کیلیئے ضروری ہیں محض اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا رہتا ہے۔ اور رحیم کہتے ہیں ایسے محسن اور مربی کو جو ہماری محنتوں اور کوششوں کو برباد اور ضائع نہیں جانے دیتا بلکہ انپر ثمراتِ حسنہ مرتّب کرتا رہتا ہے۔ صرف یہی دو صفاتِ الٰہیہ ہیں جن سے ہر ایک سورۃ کا آغاز ہوتا ہے۔ انکے علاوہ اور کسی صفتِ الٰہیہ کا کسی سورۃ کی ابتداء میں ذکر نہیں ہوتا۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ کا رحم اور اس کا فضل ہر ایک شئے پر محیط ہے۔ اور اس کا عتاب بھی اگر کبھی جلوہ دکھاتا ہے تو انہی صفات کی تکمیل کے لیئے دکھاتا ہے؟

قرآن کریم کی سب سے ابتدائی سورۃ کو فاتحۃ الکتٰب یا اُمّ الکتٰب کہتے ہیں۔ فاتحۃ الکتٰب اسلیئے کہتے ہیں۔ کہ قرآنی معارف اور دقائق کے مخزن کے لیئے یہ ایک کلید کا کام دیتی ہے۔ گویا قرآنی تعلیم کی یہ ایک مکمّل تصویر ہے جو نہایت اجمالی رنگ میں کھینچی ہوئی ہے۔ اُمّ الکتٰب اسے اس لیئے کہتے ہیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ اس سورہ سے کُل مضامین قرآن کریم کے نکلتے ہیں۔

اس سورۂ پاک میں اللہ کریم کی چار صفات کا ذکر ہے۔ پہلی تین صفتوں میں تو خداوند تعالیٰ کے خالص رحم اور شفقت کا تذکرہ ہے۔ مگر چوتھی صفت میں جبکہ خداوند کریم کے جزا و سزا دینے پر کمال قدرت رکھنے کا ذکر ہے اسکی وسیع عنایاتِ مغفرت کا بھی بیان ہے۔

وہ صفات اربعہ جن کا فاتحۃ الکتاب میں ذکر ہے۔ یہ ہیں:-

۱۔ **ربّ العٰلمین**۔ یعنی اسلام کا خدا وہ خدا ہے جس کی تمام خوبیاں حسن و احسان کے نقطہ کمال پر پہنچی ہوئی ہیں وہ عالم ارضی۔ عالم سماوی۔ عالم اجسام۔ عالم ارواح وغیرہ سب کو پیدا کرتا اور انکی ربوبیت کرکے انکو کمالِ مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ اس میں انسان کو جتایا ہے کہ تمھارا خدا وہ خدا ہے جو تم کو فائدہ پہنچانے کے لیئے تمام عالموں کی ربوبیت کرتا ہے۔ گویا خدا کا تمام عالموں کی ربوبیت کرتے رہنا محض اسلیئے ہے کہ انسان اُن سے بدرجہ اتم فائدہ اٹھاتا رہے۔ دیکھو کس قدر احسان اسلام کے خدا کا ہے!!

۲۔ **الرحمٰن**۔ پھر اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو بے محنت انعام دیتا اور رحم بلا مبادلہ کرتا ہے۔ کُل مذاہب باطلہ نے خداوند تعالیٰ کی اس صفت کا انکار کر دیا ہے۔ عیسائیوں نے تو رحم بلا مبادلہ کو ناجائز قرار دیکر کفارہ کی بے بنیاد عمارت کھڑی کر دی۔ برہموں کہتے ہیں کہ کلام الٰہی کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ آریہ وید کے بعد خدا کو گونگا قرار دے بیٹھے ہیں۔ اسلیئے کسی نہ کسی شکل میں اسلام کے سوا تمام مذاہب نے خدائے تعالیٰ کی رحمانیت کا انکار کر دیا ہے۔

۳۔ **الرحیم**۔ پھر اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو اپنے قوانین مقررہ کے بموجب انسانی محنتوں اور کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا رہتا ہے۔

۴- مٰلکِ یوم الدّین: پھر خدائے اسلام جزا و سزا کے دن کا بھی مالک ہے۔ اور دعا وعبادت کے ذریعے سے اور خدا کی رحیمیت کی پرتو سے جو استحقاق کا مہیا ہوا تھا اسپر کامل ثمرہ عطا کرتا ہے۔

مخفی نہ رہے۔ کہ خداوند کریم یہاں اپنے آپ کو ایک "جج" کے نام سے موسوم نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو جزا وسزا کے دن کا مالک بتاتا ہے۔ کوئی جج مجاز نہیں ہے کہ کسی مجرم اور خطاکار کا قصور اسکے جرم کے ثابت ہو چکنے کے بعد معاف کردے لیکن ایک مالک کے اختیارات محدود نہیں ہوتے۔ اگر وہ چاہے۔ تو وہ اپنے بندوں کو قصوروں کے معاف کرسکتا ہے۔ اس طرح سے لفظ جج کی بجائے لفظ مالک کا استعمال کرکے خدا اس امر کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی ایسے بندے کو بھی مغفرت عطا کرسکتا ہے جو اپنی بے اعتدالیوں کے باعث اسکی سخت ناراضگی کے پیدا کرنے کا باعث ہوگیا ہو۔

پیارے ناظرین! اب ذرا آپ انصاف کی نظر سے دیکھیں۔ یہی ایک صفت تھی جسمیں خدا نے اپنے ایسے اختیارات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جو جزا و سزا کے متعلق ہیں۔ پھر اسمیں بھی اس نے اپنے مالک اور مختار ہونے کا اشارہ کرکے بتلا دیا ہے کہ وہ ایک جج کی طرح کسی قاعدے سے بندھے رہنے کے لیے مجبور نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ اگر وہ چاہے تو کبائر کے مرتکبین کو بھی بخش سکتا ہے۔

یہ کسقدر ظلم کی بات ہے کہ باوجود اسکے بھی ہمارا مسیحی معترض اپنی ہی ہانکے چلا جاتا ہے اور برابر کہتا جاتا ہے کہ خدائے اسلام سخت ظالم اور جابر ہے۔ اور نہ اس میں خدا کی سی محبت ہے نہ پدرانہ شفقت۔ فتدبروا یا اولی الابصار!

مذکورہ بالا حقائق کو دیکھکر بھی اگر کوئی قرآن کریم اور اسلام کے خدا کو جابر اور ظالم کہے تو اس سے بڑھکر اور کیا افتراء ہوگا؟ بائیبل کی بعض آیات تو خدا کو ایسا ثابت کرتی ہیں۔ کہ [illegible] کو [illegible] دیکھکر مغرب کے محققین نامدار کی طرح ممکن کہ کوئی انسان یہ کہہ اٹھے کہ بائیبل کا خدا [illegible] خالی اور بے جا تشدد کرنے والا ہے۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص قرآن کریم کی کسی آیت سے کسی رنگ میں یہ نہیں دکھلا سکتا۔ کہ خدائے اسلام مہر و محبت سے عاری ہے۔

ذیل میں ہم قرآن کریم کی چند آیات کا ترجمہ پیش کرکے اپنے معزز ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے

ہیں۔ کہ خدائے اسلام کا نام ظالم اور بےرحم رکھنا پرلے درجہ کی تنگ خیالی۔ کم ظرفی اور ظلم ہے۔

۱۔ سورہ بقرہ۔ پارہ سیقول آیت ۱۸۲۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اے رسول کریم جب ہمارے بندے تم سے ہماری بابت دریافت کریں۔ تو تم انکو بتادو۔ کہ ہم انکے بالکل پاس ہی ہیں۔ جب کوئی ہم سے دعا کرے تو ہم ہر ایک دعا کرنے والے کی دعا کو سُنتے اور قبول کرتے ہیں۔

۲۔ النسا۔ والمحصنات۔ ۴۴ آیت۔ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضعفہا ویؤت من لدنہ اجراً عظیما۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ ظلم کرنا تو درکنار رہا۔ اگر کسی نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہو۔ تو وہ اسکو اس نیکی سے بہت بڑھکر جزا دیتا ہے۔ اور تسپر بھی اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب عطا کرتا ہے۔

۳۔ انعام۔ واذا سمعوا۔ ۴۴ قل لمن ما فی السمٰوات والارض۔ قل للہ۔ کتب علی نفسہ الرحمۃ۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھو کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یہ سارا کارخانہ کس کا ہے۔ یہ تو کیا جواب دینگے۔ تم ہی انکو بتادو کہ یہ سب کچھ اللہ کا نہیں تو اور کس کا ہے؟ پھر باوجود اسکے کہ یہ سب کچھ اُسی کا ہے۔ اس نے نہایت مہربانی سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ کہ وہ ضرور ہی انپر رحم فرماوے۔

۴۔ ہود۔ ومامن دابۃ۔ ۱۰۳ وما ظلمنٰھم ولکن ظلموا انفسھم ہم نے اُنپر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر آپ ظلم کیا۔

۵۔ ہود۔ ومامن دابہ۔ ۱۱۹۔ وما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون۔ تیرے رب کی یہ شان نہیں ہے۔ کہ وہ کسی شہر کو ہلاک و برباد کردے حالانکہ اسکے باشندے صالح اور راستباز ہوں۔

۶۔ ابراہیم۔ وما ابری۔ ۳۷ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ اور اگر تم چاہو کہ تم خداوند تعالیٰ کی عنایات کو شمار کرسکو۔ تو تم ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ اُنہیں گن سکو۔

۷۔ کہف۔ سبحان الذی۔ ۴۷۔ ولا یظلم ربک احدا۔ یہ کسی حالت میں ممکن نہیں۔ کہ تیرا رب کسی سے بے انصافی کا سلوک کرے۔

۸- کہف- سبحان الذی- ۵۷- وربك الغفور ذو الرحمه- تیرا رب غفور ہے- (یعنی وہ ہر ایک برائی کے برے نتیجہ سے محفوظ رکھتا- اور آئندہ بدی سے بچنے کی توفیق دیتا ہے) اور اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے-

۹- حج- اقترب- ۱۰- وان الله لیس بظلام للعبید- ...... خداوند کریم نہائیت شفیق ہے- وہ اپنے بندوں کے لیئے ظالم نہیں-

۱۰- نور- قد افلح- ۳۵- الله نور السموٰت والارض- اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے-

۱۱- نحل- امن خلق- ۷۵- وان ربك لذو فضل علی الناس ولکن اکثرھم لا یشکرون- بیشک تیرے رب کے لوگوں پر بڑے بڑے احسان ہیں- پر بہت لوگ ناشکری ہیں

۱۲- زمر- فمن اظلم- ۵۴- قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله- ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه ھو الغفور الرحیم- اے میرے بندو- جنہوں نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا ہے- پر خیر- تم ہمارے رحم سے مایوس مت ہو- لاریب ہم ...... تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں- کیوں؟ اس لیئے کہ ہم نہایت ہی بخشش کرنے والے مہربان ہیں-

۱۳- حشر- قد سمع الله ۲۲/۲۴- ھو الله الذی لا اله الا ھو- الملك القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان الله عما یشرکون ھو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنیٰ- یسبح له ما فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم- اللہ ہی کی پاک ذات ہے- اسکو سوا اور کوئی معبود نہیں- تمام جہان کا بادشاہ وہی ہے- وہی ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا ہے- وہی امن دینے والا ہے- وہی سب کا نگہبان اور رکھوالا ہے- کیونکہ وہ زبردست ہے- بگاڑ کی اصلاح کرتا ہے اور بڑی عظمت رکھتا ہے- اللہ تعالےٰ ان تمام بیہودہ باتوں سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ اسکی طرف منسوب کرتے ہیں- وہ ہر چیز کا خالق- ہر چیز کا موجد- مخلوقات کی طرح طرح کی صورتیں بنانیوالا ہے- کوئی اچھی سے اچھی صفت بتاؤ اور اچھے سے اچھا نام لو- وہ سب اللہ ہی کا ہے- جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اسی کی تسبیح وتقدیس میں لگا ہے- اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے-

احادیث رسول کریمؐ میں بھی خداوند تعالیٰ کی صفات کا اسی طرح پر ذکر ہے جس طرح قرآن کریم میں ہے۔ ذیل میں ہم صحیح بخاری سے چند ایک احادیث مع ترجمہ لکھتے ہیں:-

۱۔ ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ - خدا ہر امر میں نرمی کو پسند کرتا ہے"
(حصہ چہارم صفحہ ۱۰۵)

۲۔ ما احد اصبر علیٰ اذی سمعہ من اللہ یدعون لہ الولد ثم یعافیھم و یرزقھم - خدا بُردبار ہے۔ وہ ناپسندیدہ باتیں سُنتا ہے پر برداشت کرتا ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی تحمل نہیں کر سکتا۔ لوگ اس سے ایک بیٹا منسوب کرتے ہیں۔ پھر بھی چشم پوشی کرتا۔ اور انہیں روزی کے وسائل بہم پہنچاتا ہے۔ (حصہ چہارم صفحہ ۱۶۸)

۳۔ ان اللہ لما قضی الخلق کتب عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت غضبی۔ جب خدا مخلوقات کو پیدا کر چکا۔ تو اُس نے اپنے آئینِ سلطنت پر یہ حروف لکھدیئے۔ یقیناً میرا رحم میرے غضب پر سبقت لے گیا۔ (حصہ چہارم صفحہ ۱۷۲)

۴۔ یقول اللہ اذا اراد عبدی ان یعمل سیئۃ فلا تکتبوھا علیہ حتیٰ یعملھا فان عملھا فاکتبوھا بمثلھا وان ترکھا من اجلی فاکتبوھا لہ حسنۃ واذا اراد ان یعمل حسنۃ فلم یعملھا فاکتبوھا لہ حسنۃ فان عملھا فاکتبوھا لہ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ۔ خداوند کریم ملائکہ کو یوں حکم دیتا ہے "جب میرا بندہ گناہ کا ارتکاب کرنے لگے۔ تو اُس گناہ کو ہرگز مت لکھنا جب تک کہ وہ عملی طور سے اُس گناہ کا مرتکب نہ ہولے۔ اور جب وہ گناہ صادر ہو جاوے تو پھر تم اُسی قدر لکھو جتنا گناہ اس سے سرزد ہوا۔ لیکن اگر وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا اور ہماری خوشنودی مزاج کیلئے اس بُرے فعل سے باز رہتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک نہایت محمود ہے"

اس لیئے تم اُسوقت اُس کی ایک نیکی لکھ لو۔ لیکن اگر وہ کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے۔ پر وہ نہیں کرتا۔ پھر بھی تم اسکو ایک نیک ارادہ سمجھ کر اُس کی ایک نیکی لکھ لو۔ اور اگر اس سے عملی طور سے وہ نیک کام وقوع میں آجاتا ہے۔ تو پھر اس نیکی کی حیثیت کے بموجب دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک اس کے نامۂ اعمال میں لکھدو" (حصہ چہارم صفحہ ۱۸۱)

۵۔ انا مع عبدی حیثما ذکرنی۔ جہاں کہیں اور جس کسی حالت میں ہمارا بندہ ہمیں یاد کرے ہمیں وہ اپنے پاس ہی پاویگا۔

۶۔ اذا تقرب العبد الیّ شبرا تقربت الیه ذراعا و اذا تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا و اذا أتانی مشیا اتیته هرولة۔ اگر میرا بندہ میری طرف ایک بالشت چل کر آوے، مَیں ایک ہاتھ اُس کے نزدیک ہوجاتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف چل کر آئے تو مَیں چار ہاتھ اور اس کے نزدیک ہوجاتا ہوں۔ اگر وہ میرے پاس چلکر آتا ہے تو مَیں گویا دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (حصہ چہارم صفحہ ۱۸۷)

میرے معزز ناظرین! خدارا آپ مذکورہ بالا حقائق پر جو قرآن کریم اور احادیث سے نقل کرکے آپ کی واقفیت کے لیئے لکھے گئے ہیں نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر دیکھیں کہ ہمارا مسیحی معترض خدائے اسلام کو ایک ایشیائی خیال کا ظالم کہنے میں کہاں تک حق بجانب ہے۔ کیا خدائے اسلام کے رُخِ پُر نور پر جو سراسر حُسن و احسان کے بیش قیمت سے بیش قیمت جواہرات سے مزین ہو رہا ہے۔ جا بیجا نا پاک تعصب سے آلودہ ہوا ہوا ایک بھیانک سیاہ نقاب رکھدینا جس سے دُور ہی سے ڈر معلوم ہو۔ نہایت ہی قابل شرم و قابل نفرت کارروائی نہیں؟

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالے)

کشتیاں چلتی ہیں

تاہوں کشتیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات عجیب طور پر ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجکر ہمیں اس بات کا مزہ چکھا دیا کہ وہ کس طرح اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرتا اور عجیب در عجیب پیرائوں میں غیب کی خبریں دیکر اپنے وجود کو دنیا پر ظاہر کرتا۔ اور مومنوں کے ایمان کو تازہ کرتا۔ اِس زمانہ میں جب دنیا خدا سے غافل ہو گئی تھی اور بہت سے لوگ تھے جن کا ایمان صرف نام کا ایمان تھا اور بہت سے لوگ ایسے تھے جو کھلے طور پر خدا کی ہستی کے منکر ہو گئے تھے۔ اور نبوّت اور الہام پر ہنسی اُڑائی جاتی تھی۔ ایسے وقت میں خدائے تعالےٰ نے چاہا کہ اپنے وجود کو دنیا پر ظاہر کرے۔ سو خدائے تعالیٰ نے اپنی قدیمی سُنت کے مطابق ایک نبی کو مبعوث کیا۔ اور اُس پر عجیب در عجیب غیب کے اسرار ظاہر کر دیئے تا جب لوگ ان باتوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں تو ان کا ایمان تازہ ہو۔ اور وہ یقین کریں کہ خدا موجود ہے۔ اور وہ اب بھی اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ پہلے برگزیدہ انسانوں سے کلام کرتا رہا اور تا لوگ سمجھیں کہ نبوّت کا سلسلہ ایک سچا سلسلہ ہے اور پہلے انبیاءؑ واقعی خدا کی طرف سے تھے۔ اور خدا نے اپنی مخاطبت کیلئے امت محمدیہ میں سے ایک کامل مرد کو منتخب فرمایا تا لوگوں پر واضح ہو کہ آج روئے زمین پر اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے جسکی پیروی سے اب بھی انسان منعم علیہ گروہ میں داخل ہو سکتا ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ اب وہی سچا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مُہر اپنے ساتھ رکھتا ہو ٭

اور چونکہ جس زور کے ساتھ اس زمانہ میں خدا کی ہستی کا انکار کیا جاتا ہے۔ اور الٰہی

ہاتوں پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے۔ ایسے زور سے پہلے کبھی خدا کی ہستی کا انکار نہیں کیا گیا اور نہ اُسکی کاموں پر ایسی ہنسی پہلے کبھی اُڑائی گئی۔ اس لئے خدا نے اس زمانہ میں اپنی ہستی کا ثبوت دینے اور نبوت کی صداقت اور وحی کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے جس شخص کو بھیجا اُس کو بڑی شان کا نبی بنایا اور بڑی قوت کا کلام اُسپر نازل کیا۔ اور بڑے بڑے دنیا کو ہلا دینے والے واقعات سے اُس کو پیش از وقت مطلع کیا تا دنیا عظیم الشان نشانات کو دیکھکر خدائے تعالےٰ کی ہستی پر یقین کرے۔ اور نبوت اور وحی کی حقیقت سے آگاہ اور اسلام اور خاتم النبیین کی صداقت کی گواہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں عظیم الشان واقعات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ایک واقعہ جو اُس کی صداقت کی آج گواہی دے رہا ہے۔ وہ یورپ کی خطرناک جنگ ہے جو ہر پہلو میں دنیا کی جنگوں میں بے نظیر ہے۔ یہ جنگ صرف یورپ تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر جنگ ہے اور خشکی اور تری دونوں جگہ پر اس کا بازار گرم ہے۔ جنگ کیا ہے۔ ایک خطرناک مصیبت ہے جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا۔ اُس نے پیش از وقت خبر دی تھی کہ دنیا پر سخت عذاب کے دن آنے والے ہیں۔ شہر مسمار ہونگے۔ پہاڑوں اور میدانوں میں خون کی ندیاں چلیں گی۔ اور سخت مصیبت کے دن دنیا پر آنے والے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں ہیں۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد جلدی ہی یہ مصیبت دنیا پر نازل ہو گئی۔ اور اس عذاب نے دنیا پر نازل ہو کر اس بات کی شہادت دی کہ کوئی رسول دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پس کس طرح ممکن تھا کہ ایسا عذاب دنیا پر نازل ہوتا جسکی نظیر تاریخ میں نظر نہیں آتی اور قرآن شریف کے وعدہ کے مطابق کوئی رسول اس عذاب کے ظہور سے پہلے مبعوث نہ ہوتا اگر ایسا ہوتا تو قرآن شریف غلط ٹھہرتا۔ مگر وہ اصدق الصادقین کا کلام ہے۔ اور ایسے رسول پر نازل ہوا جو خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ سچا ہے۔ پھر کس طرح ممکن تھا کہ یہ کلام جھوٹا ٹھہرتا۔ وہ رسول ظاہر ہوا۔ اور اس نے پیش از وقت خبر دی کہ دنیا پر سخت مصیبتوں کے دن آنے والے ہیں اور اگر میں نہ آتا تو ممکن تھا کہ خدائے تعالےٰ دنیا کو زیادہ مہلت دیدیتا مگر میرے آنے کے بعد خدا کی تقدیر اب جلدی ظاہر ہو گی۔ اور دنیا طرح طرح کی عذابوں

کو دیکھیگی جن کی نظیر پہلے ڈھونڈنا محال ہے۔ پس آجکل جو دنیا میں طرح طرح کے عذاب زلزلوں۔ وباؤں۔ قحطوں اور جنگوں کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ دو طرح حضرت مسیح موعود کی صداقت کے گواہ ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم سخت عذاب دنیا پر نازل نہیں فرمایا کرتے جب تک ایک رسول کو مبعوث نہ کریں۔ پس ان عذابوں کا دنیا پر نازل ہونا اس بات کی ایک شہادت ہے کہ ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ آفات اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہ ہیں کہ اُس نے قبل از وقت انکے نزول کی خبر دی۔ اور خبر بھی اس طرح دی کہ ان آفات کی کیفیت سے مطلع کر دیا ×

چنانچہ موجودہ جنگ جو اسوقت روئے زمین پر جاری ہے اُس کی ایک بھاری خصوصیت یہ ہے کہ دور دراز ممالک یورپ میں اور دیگر مقامات میں اپنی فوجیں بذریعہ جہازوں کے بھیج رہے ہیں۔ چنانچہ دیسی سپاہیوں کی ایک بھاری فوج ہندوستان سے بھیجی گئی اور بڑے بڑے راجا اور نواب سرکار انگلشیہ کے جھنڈے کے نیچے برّ اعظم یورپ میں دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے دور دراز سمندر کو طے کر کے گئے ہیں۔ ایسا ہی برّ اعظم آسٹریلیا سے فوجوں سے بھرے ہوئے جہاز یورپ کی طرف بھیجے گئے۔ ایسا ہی کینیڈا اور نیوزی لینڈ سے بہادر سپاہی انگلستان کے جان باز بہادروں کے پہلو بہ پہلو جرمنی کی جرّار فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے سواحل سے جہازوں میں سوار ہو کر یورپ میں پہنچے ہیں۔ فرانس کی رعایا بھی جو الجزائر میں آباد ہے اپنی حکمران سلطنت کی خاطر شاہ جرمنی کی سپاہ کو اپنی تلواروں کا مزہ چکھانے کیلئے جہازوں میں سوار ہو کر فرانس میں داخل ہوئی ہے۔ اور خود انگلستان کا لشکر ضرورت کے وقت اپنے دوستوں کی امداد کے لئے جہازوں میں ہی سوار ہو کر فرانس کی سرزمین پر اُترا ہے۔ اور یہ سب فوجیں فرانس کی سرزمین میں جمع ہو کر بہادری سے حملہ آور دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اسکے علاوہ سمندر میں ان قوموں کے جہاز ایک دوسرے کا تعاقب کر رہے ہیں۔ غرض موجودہ جنگ کی ایک بڑی بھاری خصوصیت جس کی نظیر پہلے زمانہ میں نظر نہیں آتی۔ یہ ہے کہ قریب اور دور سے سمندر میں کشتیاں چل رہی ہیں مگر ان کشتیوں کی یہ غرض نہیں کہ ایک ملک کا مال دوسرے میں پہنچائیں۔ بلکہ وہ مختلف ممالک کے بہادر جوانوں کو فرانس کے ساحل پر پہنچا رہی ہیں۔ اور فرانس میں ایک دنگل

لگا ہوا ہے جہاں لاکھوں بہادر خطرناک اور خونی کشتیوں میں مصروف ہیں۔ غرض ان کشتیوں اور کشتیوں کا نظارہ دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر نظارہ ہے۔ مگر دیکھو کیا ہی تعجب کی بات ہے۔ کہ اس نظارہ کا کیا ہی ٹھیک ٹھیک نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس الہام میں کھینچا گیا ہے۔ جو ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء کو آپ پر نازل ہوا۔ اور جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"کشتیاں چلتی ہیں۔ تا ہوں کشتیاں"

سچ بتاؤ کیا ہندوستان میں آخر جولائی ۱۹۱۴ء تک کوئی کہہ سکتا تھا کہ ہندوستان سے جہازوں میں سوار ہو کر فوجیں فرانس کیطرف جائیں گی۔ تاکہ فرانس کیطرف سے قیصر جرمنی کی فوجوں کا مقابلہ کریں؟ کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ دنیا کے تمام براعظموں سے فوجیں جہازوں میں سوار ہو کر فرانس میں جا کر کشتیاں لڑینگی؟ کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو کہ موجودہ نظارہ کا نہایت ہی صحیح صحیح نقشہ مندرجہ بالا الہام میں کھینچا گیا ہے؟ یہ نقشہ آخر جولائی ۱۹۱۴ء میں بھی تمہارے ذہنوں میں نہیں آسکتا تھا۔ مگر خدا کے رسول نے خدا سے الہام پا کر آج سے آٹھ سال پہلے اس نقشہ کو نہایت صحت کے ساتھ کھینچکر دکھا دیا پس کیا تمہیں اب بھی اس بات میں شک ہو سکتا ہے کہ واقعی یہ اُس ہستی کا کلام ہے۔ جو غیب الغیب باتوں کو جانتی ہے۔ اور یہ کہ واقعی وہ رسول ایک سچا رسول ہے۔ جس نے اتنے سال پیشتر خدا سے اطلاع پا کر اس نظارہ کا ایسے صحیح الفاظ میں کھینچکر دکھا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف یہ خبر دی کہ دنیا پر ایسی مصیبت آنے والی ہے جسکی نظیر پہلے زمانوں میں نظر نہیں آتی۔ بلکہ اُس مصیبت کی ایک خصوصیت کا جو ایک بالکل نرالی خصوصیت ہے نہایت ہی صحیح الفاظ میں نقشہ کھینچکر دکھا دیا۔ دوستو! کیا تم نے یہ نظارہ آج نہیں دیکھا۔ کہ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

پھر آپ سچ سچ بتائیں کیا آخر جولائی ۱۹۱۴ء سے پہلے آپ کو اس نظارہ کی خبر تھی۔ کیا یہ درست نہیں کہ آج سے آٹھ سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ نے اس نظارہ کا نقشہ نہایت ٹھیک الفاظ میں کھینچ دیا تھا۔ بتاؤ جس نقشہ کو اس الہام ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء میں پیش کیا گیا۔ کیا آج تم اُسکو ہو بہو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا ہوا نہیں دیکھ رہے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس بات کا اقرار نہ کرو۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ خدا کے ایک رسول تھے جنہوں نے ایسے سچے الفاظ میں ایک ایسے نقشہ کو آٹھ سال قبل کھینچکر دکھایا جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ ایک طرف تو ان مصائب کا آنا اس بات کی ایک شہادت ہے کہ واقعی دنیا میں ایک رسول پیدا ہو چکا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایسا عذاب دنیا پر نہیں بھیجا کرتے۔ جب تک اس سے پہلے ایک رسول کو مبعوث نہ کریں۔ دوسرے خود اس رسول نے قبل از وقت خبر دی کہ دنیا میں خطرناک مصیبت آنے والی ہے۔ جس کی نظیر تاریخ میں نہ ملیگی۔ پھر اسکے علاوہ ایسے ایسے نظاروں کا نقشہ نہایت ہی سچے الفاظ میں کھینچکر دکھادیا جو پہلے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے۔ پس اے لوگو! اس رسول پر ایمان لاؤ۔ تا اسکے ذریعہ تم نجات کی راہ حاصل کرو۔ خدا نے تم پر حجت پوری کردی ؎

رپورٹ ماہوار

بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

صیغہ تعلیم۔ تعداد طلباء ہائی سکول ۳۵۰ ہے۔ آٹھ کو سرکاری وظیفہ ملتا ہے۔ اور اُسکی ہرسہ شاخوں میں تعداد طلباء ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے۔ تعداد بورڈران ۱۳۶ ہے۔ سکول میں ہائی کلاسوں سے لیکر اپر پرائمری تک ڈوول ڈسکوں کا رواج دیا گیا ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ہندو طلباء اگر داخل ہوں تو ہندو باورچی رکھنے کی تجویز مجلس معتمدین نے منظور کی ہے۔

تعمیر۔ ہال کی تھوڑی سی تکمیل باقی ہے جسمیں کمی روپیہ کے باعث تاخیر ہو رہی ہے۔ اگر وعدہ کنندگان احباب جلد ایفاء وعدہ کریں تو یہ دقت رفع ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں توجہ دلاتا ہوں کہ انجمنوں کے سکرٹری صاحبان جلد لوگوں سے چندہ تعمیر وصول کرکے بھجوائیں۔ تا ہال کی بہمہ وجوہ تکمیل ہو جائے۔ گورنمنٹ سے پانچہزار روپیہ ملنا منظور ہو گیا ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب ملنے والا ہے۔ اس عمارت کی تکمیل کی خاطر دوسرے فنڈوں کا روپیہ خرچ کرنے

میں بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے ملازمین کو تنخواہیں بدیر ملتی رہی ہیں۔ اور دیگر اخراجات کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی رہی ہے۔ اور صیغہ تعمیر سات آٹھ ہزار روپے کا مقروض ہے۔ یہ روپیہ اب کیونکر ادا ہوگا۔ صرف اسی صورت میں کہ احباب ایک بار ہمت کر کے وعدوں کے ایفاء کی طرف توجہ کریں۔ اور گورنمنٹ سے امداد مل جائے۔ والّا اور کوئی آمدنی کی صورت صیغہ تعمیر میں نہیں ہے۔ پس میں بڑے زور سے ایسے سب احباب کی خدمت میں علی الخصوص سکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اس طرف توجہ کر کے ایک بار غیر معمولی کوشش سے کام لیکر روپیہ بھجوائیں تو کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ تا یہ قرضہ اُتر جائے۔ پھر میں ان لوگوں کی خدمت میں بھی اپیل کرتا ہوں۔ جنہوں نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول کے ہاتھ پر مقروض صیغوں کے قرض کی ادائیگی کا انجمنوں یا جماعتوں کے وکیل ہونے کی حیثیت سے یا اپنی ہی طرف سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ بھی ان وعدوں کی طرف توجہ فرمائیں۔ آئندہ ماہ میں میں انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہوں کہ ایسے وعدوں کی ایک فہرست شائع کروں جس میں یہ دکھایا جاویگا کہ فلاں صاحب نے کس قدر قرضہ کس کی طرف سے اپنے ذمہ لیا۔ اور کس قدر اب تک ادا ہوا امید ہے کہ میری یہ گذارش خالی نہ جاویگی ÷

جلسہ سالانہ۔ جلسہ سالانہ کا موقع بہت قریب آرہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول کی وفات کے بعد یہ پہلا جلسہ ہے۔ اسے پُر رونق بنانے کے لئے احباب کو بہت توجہ کرنی چاہئے تا حضرت مسیح موعود کی یادگار زندہ رہے۔ اور سب کو شمولیت سے حصہ لینا ضروری ہے نیز اس کے لئے ضروری سامان بہم پہونچانے کیواسطے روپے کی بہت ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے انجمنوں اور جماعتوں کے سکرٹری صاحبان اسی وقت سے اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے خاص چندوں کی تجاویز عمل میں لائیں۔ اور غیر معمولی کوشش سے کام لیں۔ تو وقت پر کام چلنے میں انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔ لنگرخانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ اسلئے اس خرچ کا مزید بوجھ اس پر نہ پڑنا چاہئے۔....

شیر علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان۔

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۱۴ء

تعلیم																			تعمیر			
فیس مدرسہ	چندہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	صنعتی	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	مستری خانہ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام															امانت		
اعانت	[illegible]	[illegible]	اردو	[illegible]	شفری	نصف	میزان	[illegible]	میزان [illegible]	[illegible]	[illegible]	نصف [illegible]	[illegible]	شفری	میزان	بقایا	اندرونی	بیرونی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ													متفرقات									
آمد حصہ وصایا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	شفری	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	[illegible]	شفری	میزان	فاضل [illegible]	[illegible]	دفتر [illegible]	دفتر [illegible]	[illegible]	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ						بیت المال											یتامیٰ					
[illegible]	وظائف	میزان	فاضل [illegible]	[illegible]	وظائف	میزان	فاضل	[illegible]	شفری	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	شفری	میزان	فاضل	چندہ	فاضل [illegible]	[illegible]	وظائف	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات یکم ستمبر ۱۹۱۲ء

تعلیم	۰	۱۱	۷۲۹۵
مقبرہ	۱۰	۷	۱۰۳۷
اشاعت اسلام	۸	۹	۲۲۰۲
مساکین	۵	۱۵	۲۲۶۵
زکوٰۃ	۹	۵	۴۲۱۶
بورڈران آہائی	۰	۱۱	۲۴۲۵
امانت اندرونی	۶	۸	۲۸۱۷
" بیرونی	۹	۱۴	۸۸۱
بورڈران احمدیہ	۹	۱۱	۱۳
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۲
میزان	۲	۰	۲۷۰۶۹۰
منہائی فاضل	۱۱	۱۰	۳۰۸۳۵
باقی	۳	۵	۶۲۳۳
منہائی پیشگی	۹	۱۳	۶۰۰۵
باقی نزد امین	۶	۷	۲۲۷

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۳	۵	۲۳۹۶
بیت المال	۱۱	۵	۷۸۴۳
تعمیر	۱۱	۱۰	۶۲۳۳
یتامیٰ	۵	۳	۲۲۲
متفرقات	۵	۱	۴۱۴۰
میزان	۱۱	۱۰	۲۰۸۳۵

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۹	۸	۱۵۶۴
بیت المال	۰	۰	۴۳۰
مقبرہ	۳	۵	۵۳۶
تعمیر	۹	۱۵	۲۱۲۹
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
اشاعت	۰	۰	۳۰۰
متفرقات	۰	۰	۴۴۵
میزان	۹	۱۳	۶۰۰۵

مساکین	بقایا	[illegible]
	[illegible]	۰
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
احمدیہ	بقایا	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
بورڈران	بقایا	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

ریویو

سنا مکی و مسہل روحانی ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے اپنے ان مضامین میں سے جو وکیل اخبار میں آج سے کچھ عرصہ پیشتر چھپ چکے ہیں۔ تین مضامین کا مجموعہ مندرجہ بالا نام سے شائع کیا ہے۔ جس کی وجہ وہ یہ لکھتے ہیں۔ کہ "چونکہ اس وقت مسلمانوں کی حالت ہر پہلو سے ایک ایسے مریض کی سی ہے۔ جس کا اعادہ صحت بغیر ایک زبردست مسہل کے مشکل کیا محال ہے" اسی نسبت سے انہوں نے اپنے ٹریکٹ کا نام سنا مکی رکھا ہے۔ مضامین زمانہ کی موجودہ حالت کے بالکل مناسب اور مفید ہیں۔ اور ضروریات آج بھی اسی طرح ان مضامین کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ جس طرح ان کے لکھے جانے کے زمانہ میں کرتی تھیں۔ ۲۰ صفحہ کا ٹریکٹ قیمت ۱؍ مینجر احمدیہ کمیشن ایجنسی۔ کمرہ بنگش۔ دہلی کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ شائقین منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

ضرورتِ واعظین

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی ڈاک میں اکثر اس قسم کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ کہ ہمیں ایک واعظ یا امام مسجد یا استاد یا درس قرآن دینے والے کی ضرورت ہے۔ اپنی جماعت میں جو احباب اس قسم کی خدمات لوا کر سکتے ہیں۔ اپنے نام پتہ اور مفصل حالات سے اطلاع دیں۔ تا کہ ان کی فہرست دفتر میں محفوظ رہے۔ اور بوقت ضرورت ان کو طلب کر لیا جایا کرے۔

اطلاع:۔ خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرمادیں۔

Reg. NO. L. 303

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی دوائیوں پر ایڈیٹروں کی رائے

پیسہ اخبار لاہور۔ دوائیوں کو استعمال کرایا اور ہر موقعہ پر بے خطا و حکمی علاج پایا۔

نیر اعظم مراد آباد۔ حقیقت میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی مشہور اور موثر دوائیوں میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور ملک کو قدر کرنی چاہیئے

Digitized by Khilafat Library

اخبار عام لاہور۔ چھ ادویات کا بکس پہنچا۔ دوائیاں ایک ایک مجرب اور آزمودہ بلکہ تیر بہدف پائی جاتی ہیں۔ اس مفید اور پُر تاثیر بکس کا ہر ایک گھر میں ہونا مفید ثابت ہوگا۔

پنجاب سماچار لاہور۔ عرق کافور کولاٹانک اور سالٹ وغیرہ چند ایک مریضوں پر استعمال کرائی گئیں امید سے بڑھکر ثابت ہوئی

پردہ نشین آگرہ۔ عرق پودینہ سبز۔ روغن سونف وغیرہ چند شکایتوں میں آزمایا اور نہایت درجہ مفید ثابت پایا

آڈورٹیس گزٹ گوجرانوالہ۔ بے شک ڈاکٹر برمن کے مقوی باہ کی گولیوں کے مقابلہ میں دوسری دوا کم دیکھنے میں آئی۔ یہ اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔

رہنما لاہور۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تمام ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے دوا فروشوں سے ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کی ادویات سستی اور پُر تاثیر ہیں۔

زمانہ کانپور۔ ڈاکٹر صاحب کی دوائیں سستی ہونے کے ساتھ ہی مفید اور مجرب بھی ثابت ہوئی ہیں اسلیئے آپ سے آزمایش کی سفارش کرتے ہیں۔

تمدن دہلی۔ دانت کے درد اور کان کے بہنے کی دوا ہم نے اپنے تجربہ میں تیر بہدف پائیں۔

مدینہ بجنور۔ ڈاکٹر صاحب کی ادویات قابل اعتبار اور مفید ثابت ہوئی ہیں۔ مفصل حالات کے لیئے کارخانہ کی بڑی فہرست جس میں چالیس سخت امراض کی آسان دوائیوں کے نام مع قیمت درج ہیں۔ مفت طلب کرکے دیکھیئے اور تھوڑے خرچ میں اپنے اور اپنے ہمسایوں کو فائدہ پہنچائیے۔

ادویات ہر جگہ ملتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵و۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں کے اہتمام سے صدر انجمن احمدیہ کیلئے چھپایا گیا